روایاتِ اُمّ المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آداب زندگی

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

صدیقی پبلی کیشنز

Marfat.com

روایاتِ اُمّ المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آدابِ زندگی

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

صدیقی پبلی کیشنز

1- 118-روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی' لاہور
042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام' کاشانہ شیر ربانی' 5-اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ
نزد دربار داتا گنج بخش' لاہور 042-7313356

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

84358

نام کتاب	:	روایاتِ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آداب زندگی
نام مؤلف	:	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
ناشر	:	سعید احمد صدیقی ایم۔اے، صدیقی پبلی کیشنز
تعداد	:	ایک ہزار (1000)
صفحات	:	128
سالِ طباعت	:	2007ء
قیمت	:	80 روپے
کمپوزنگ	:	عاصم گرافکس، اردو بازار، لاہور
پرنٹرز	:	آر۔ زیڈ پیکجز 2- کورٹ سٹریٹ 26- لوئر مال، لاہور

ملنے کے پتے

صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی، لاہور
042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5- اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ
نزد دربار داتا گنج بخش، لاہور 042-7313356

Marfat.com

انتساب

سالارِ نقشبنداں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

-1	پیش لفظ	9
-2	تقریظ	12
-3	عرضِ ناشر	14
-4	قرآن حکیم کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ وارفع مقام	15
-5	حدیث، سیرت اور تاریخ کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ وارفع مقام	23
-6	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ممتاز علمی مقام	31
-7	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تبلیغی وتربیتی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں	33
-8	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت وبلاغت	35
-9	واقعہ افک	36
-10	قرآن کریم کی تشریح وتفسیر	37

سیرت مطہرہ

-11	وحی کا آغاز	39
-12	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تحائف	41
-13	واقعہ تخییر	41
-14	رحیم وکریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	41
-15	صاحب خلق عظیم	43
-16	امت کے لیے شفقت ورحمت	44
-17	صلوٰۃِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	44
-18	کلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلوب	44
-19	آسان اور قابل عمل دین عطا فرمانے والا رؤف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	45

Marfat.com

-20	وفات سے تھوڑا پہلے معمول بہ دعا	45
-21	رحلت کے وقت آخری الفاظ	46
-22	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن	46
-23	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عظمتیں	47
-24	ایصالِ ثواب	52
-25	عورتوں سے بیعت لینے کا طریق	53
-26	عدل بین النساء	54
-27	منزلی زندگی کی چند جھلکیاں	54
-28	رسوم جاہلیت کا خاتمہ	57

تاریخ اسلام

-29	امہات المومنینؓ سے صحابہ کرامؓ کا حسن سلوک	58
-30	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارادۂ ہجرت حبشہ	59
-31	حجر بیت اللہ کا ہی حصہ ہے	60
-32	ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	62
-33	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کے موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت صلوٰۃ	62
-34	رحلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	63
-35	شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی اور ان کو صبر کی تلقین	64

عبادات

-36	طہارت	65
-37	صلوٰۃ	67
-38	نمازِ تراویح	70
-39	زکوٰۃ	70

Marfat.com

-40	صوم	72
-41	حج	74

مناکحات

-42	نکاح	76
-43	اذن نکاح	76
-44	ولایت نکاح	77
-45	تفویض طلاق	77
-46	خیار عتق	78
-47	عدت	78

تعزیرات

-48	سرقہ	79
-49	قتل یا موت کی سزا	81
-50	شراب اور نشہ آور اشیاء	81

متفرق مسائل

-51	آدابِ طعام	83
-52	عقیقہ	83
-53	قبولِ دعوت	84
-54	صدقہ بطور ہدیہ	84
-55	دباغت کا مسئلہ	85
-56	مرفوع القلم	85
-57	بیٹے کے مال پر باپ کا حق	86
-58	جامع نصیحت	87
-59	حوالہ جات	88

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کی حکمتیں

تعدد ازواج کی حکمتیں 95

مکی دور میں شرف زوجیت حاصل کرنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہا

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا 99

2- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا 99

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا 99

مدنی دور میں آپ ﷺ کے نکاح میں آنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہا

1- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا 100

2- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا 101

3- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا 102

4- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا 103

5- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا 107

6- حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا 109

7- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا 110

8- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا 111

☆ خلاصہ کلام 113

حضور ﷺ کی عظمت کا بین السطور اعتراف کرنے والے مستشرقین

1- منگمری واٹ کا بیان 115

2- جان بیگٹ گلب کا بیان 116

☆ حوالہ جات 119

Marfat.com

پیش لفظ

رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی کی عظمتیں اور کمالات کا بیان خود خداوند قدوس نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ للعلمین، خاتم النبین، نذیر للعالمین، سراج منیر، صاحب خلق عظیم اور حکمت ربانی کا چشمۂ نور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمة﴾ (الاسراء/۱۷)

''یہ ہدایات جنہیں بذریعہ وحی آپ کی طرف آپ کے رب کریم نے بھیجا ہے دانائی کی باتوں میں سے ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ نہ صرف اس حکمت ربانی کے امین ہیں بلکہ آپ کے فرائض نبوت میں امت مسلمہ کو حکمت کی تعلیم دینا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین﴾ (آل عمران/۱۶۴)

''یقیناً بڑا احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے، پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور حکمت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

قرآن حکیم میں فرزندانِ توحید کے لیے یہ خوشخبری بھی سنائی گئی ہے:

﴿ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا﴾ (البقرة/۲۶۹)

Marfat.com

''جسے حکمت عطا کی گئی گویا اسے بہت سی سعادتوں اور خیر کثیر سے نوازا گیا۔''

حکمت کے یہ سچے اور سُچے موتی صحابہ کرام نے رسول کریم ﷺ سے حاصل کیے۔ ان صحابہ کرامؓ میں آپ کی ازواج مطہرات بھی ہیں۔ قرآن حکیم میں ازواج مطہرات کا اعلیٰ وارفع مقام بیان کیا گیا ہے۔ حدیث' سیرت اور تاریخ کی کتابیں ان کے اعلیٰ وارفع مقام پر شاہدِ عادل ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ازواج مطہرات کی تربیت میں انسانیت کے سب سے بڑے محسن و معلم رسول عربی ﷺ کا عظیم کردار جس کی وجہ سے ازواج مطہرات کو ایک مثالی دینی ماحول میسر آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں خوشگوار ازدواجی زندگی کے روح پرور مناظر جھلکتے ہیں۔ ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اعلیٰ مقام اہلِ علم وفضل سے مخفی نہیں۔

حسن اتفاق سے محترمہ پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شرکت صاحبہ کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''مسند عائشہ'' کے عنوان سے پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا ہے۔ اس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروری ۱۱۳۸ احادیث سَند کے ساتھ مذکور ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ایک سوصفحات پر مشتمل دوصد (۲۰۰) سے زیادہ روایوں کی فہرست ''فہرس اسماء الرواۃ'' کے عنوان سے تحریر کی ہے اور فن حدیث کے مروّج اسلوب کے مطابق تحقیقی کاوش انجام دی ہے۔ ان گیارہ سو سے زائد احادیث میں سے فقط سو (۱۰۰) کے لگ بھگ احادیث زیرنظر تصنیف میں پیش کی جارہی ہیں۔

ان میں عبادات' معاملات' مناکحات اور تعزیرات کے علاوہ حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں قرآن حکیم کی بعض آیات کی تشریح اور سیرت و تاریخ کے بارے میں اہم معلومات بھی ہیں۔

اگر فرزندان توحید حکمت کے ان تابناک موتیوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں اور

Marfat.com

پورے ذوق وشوق سے اپنی زندگی کو ان رہنما زرّیں اصول کے مطابق گزاریں تو اسلامی معاشرہ کس قدر پُر بہار اور صحت مند بنیادوں پر استوار ہو جائے۔ زیر نظر تصنیف اسی مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کی جا رہی ہے تا کہ حکمت کے ان درخشندہ موتیوں سے ہماری دنیوی اور دینی زندگی مزیّن اور آراستہ ہو اور اسوۂ حسنہ کی اتباع سے اللہ تعالیٰ کے قرب و رضوان کا حصول آسان ہو جائے۔

بارگہِ صمدیت میں التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ناچیز کی اس کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور قارئین کے دلوں میں دینی جذبہ، ولولہ اور شوق پیدا کرے۔ آمین۔

میں عزیزۃ القدر ڈاکٹر جمیلہ شوکت اور محترمہ شاہدہ پروین (شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مسودہ کی تسوید و ترتیب میں تعاون کیا۔ اللہ کریم ان کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور بہترین اجر سے نوازے۔ آمین۔

احقر العباد

بشیر احمد صدیقی عفی عنہ

Marfat.com

تقریظ

جدید ایجادات وانکشافات اور ٹیکنالوجی کے محیرالعقول ظہور پذیر ہونے والے مظاہر اس بات کی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں کہ آج انسان ترقی کے بامِ عروج تک پہنچا جاتا ہے۔ دوسری طرف اللہ کی مکرم مخلوق انسان اور اس کے اعمال وکردار کو دیکھا اور پرکھا جائے تو بلاتردد یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ انسان جسے رب کائنات نے اشرف المخلوقات کے اعزاز سے نوازا اور زمین پر اس کو اپنا خلیفہ اور نائب بنایا وہ اس ترقی کی پُر پیچ راہوں میں یوں گم ہوگیا ہے کہ اس کی اپنی نظروں میں اپنا مقصد تخلیق اور مقامِ رفیع دھندلا گیا ہے جس کے نتیجہ میں مادی ترقی کے عجائب کے دوش بدوش کرۂ ارض پر ظلم وستم اور فساد ہی فساد نظر آرہا ہے۔

اہل فکر ونظر اس فساد فی الارض کے متعدد، معقول ومقبول اسباب کی نشاندہی کرتے رہے ہیں اور وہ آج بھی اس عرض اور خرابی کے اسباب وعمل اور اس سے نجات کے طریقے اور راستے واضح کرنے کے لیے اپنی قلم اور زبان دونوں سے کام لے رہے ہیں لیکن حالات میں کوئی سدھار اور بہتری نظر نہیں آرہی۔

اقوام عالم کی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ اس حقیقت کو بھی واضح کرتا ہے کہ قوموں کی سربلندی اور تنزل کا انحصار معاشرہ کی ایک اہم اکائی عورت کے مقام ومرتبہ پر ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا طبقہ اِناث کو اس کا حق دلانے اور بلند مقام ومرتبے پر فائز کرنے کے لیے ایسے زندگی کے مظاہر میں مردوں کے مساوی حقوق دینے، زندگی کے مختلف دوائر میں مرد کے شانہ بشانہ چلنے اور حکومتی وغیرحکومتی اداروں میں اسے آگے لانے

Marfat.com

اور برابر کی بنیاد پر حق دینے میں ہے یا شریعت مطہرہ کے زرّیں اصولوں کی پاسداری اور عملدرآمد میں ہے۔ ہمارے پاس اسلام کے زرّیں اصولوں پر عمل کے نتائج بھی محفوظ ہیں اور مغرب کی روشن خیالی کے بھیانک نتائج بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آج کا نوجوان طبقہ بڑا زیرک' سمجھدار ہے اور اس کی سمجھ بوجھ کے افق وسیع ہیں۔ لہٰذا فیصلہ اس نے کرنا ہے کہ وہ رحمٰن کی طرف پہنچانے والے راستے کو اختیار کرتا ہے یا شیطان کے ٹولے کا ساتھ دیتا ہے۔ خوش بخت اور کامیاب وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا اور اپنے دین ودنیا کو سنوارتا ہے یعنی دانائی ہے اس قول میں "السعید من وعظ لغیرہ"

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ استاذ محترم کو ایمان وصحت کی سلامتی کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے اور وہ دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔

پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت
سابق ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر
پنجاب یونیورسٹی' لاہور

Marfat.com

عرض ناشر

زمانہ کروٹیں بدلتا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ نئے نئے تقاضے ابھرتے ہیں۔ آج کے دور میں غم دنیا اور غرق دنیا ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں اگرچہ ہزارہا برس سے شب وروز اور ماہ وسال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا لیکن آج کا انسانی ذہن ایک طرف تو نت نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اتنا مشغول ہو چکا ہے کہ اسے آداب زندگی کا خیال نہیں رہا لیکن کچھ خوش بخت روحیں ایسی بھی ہیں جو مصروفیت کے اس ناگزیر کیفیت کے ساتھ ساتھ آداب زندگی اور اُخروی کامیابی وکامرانی کے لیے رہنما وزرّیں اصول کے حصول کی تمنا رکھتے ہیں۔ ایسے خوش بخت لوگ بھی ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں ضخیم کتابوں کے مطالعہ کے لیے وقت نکال ہی لیتے ہیں لیکن عوام کی اکثریت تھوڑے سے وقت میں آداب زندگی سے آگاہ ہونا چاہتی ہے۔

زیر نظر تصنیف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے فقط سو (100) کے لگ بھگ احادیث پیش کی جا رہی ہیں جس سے انسانی زندگی کے بہت سے گوشے منور کرنے کے لیے رہنما زرّیں اصول موجود ہیں تاکہ تھوڑے سے وقت میں آداب زندگی سے آگاہ ہو کر دنیوی واُخروی سعادتوں کو حاصل کر پائیں۔ ان احادیث کو یکجا کرنے کا سہرا جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے سر ہے جنہوں نے نہایت عرق ریزی سے یہ سارا کام سرانجام دیا ہے۔ تاکہ عوام چند نشستوں میں قیمتی معلومات سے آگاہ ہو کر اپنی زندگی کی راہوں کو منور کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: عصر حاضر کے تناظر میں مضمون کی افادیت کے پیش نظر ایک قیمتی مقالہ بعنوان ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدد ازواج کی حکمتیں'' کو شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

سعید احمد صدیقی (ایم اے)
صدیقی پبلی کیشنز لاہور

Marfat.com

قرآنِ حکیم کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ و ارفع مقام

قرآن حکیم کا بڑا پیارا اور عمدہ اسلوب ہے کہ وہ احکام بیان کرنے سے قبل فکری تطہیر کرتا ہے تاکہ صاف اور شفاف ذہن کے ساتھ احکام کی تعمیل آسان ہو جائے۔ چنانچہ سورۂ احزاب میں ازواجِ مطہرات کے عظیم اور مثالی اعزاز کے ذکر اور ان کی عظمت و فضیلت کے تفصیلی بیان سے قبل فکری تطہیر فرمائی گئی ہے اور سورۂ کریمہ کا آغاز اس ارشاد ربانی سے ہوتا ہے:

﴿یایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنفقین ان اللہ کان علیما حکیما واتبع مایوحی الیک من ربک ان اللہ کان بما تعملون خبیرا و توکل علی اللہ و کفی باللہ وکیلا﴾ (۱)

''اے نبی (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (حسب سابق) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور نہ کہنا مانیے کفار اور منافقین کا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا' بڑا دانا ہے اور پیروی کرتے رہیے جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے اور (اے محبوب) بھروسہ رکھیے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز''

عہدِ جاہلیت کی دو قبیح رسموں کا ذکر کر کے ان کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا

Marfat.com

حکم دیا جا رہا ہے۔ (ان دونوں کا ذکر اپنے مناسب مقام پر تفصیل سے کیا جائے گا۔)

بعد ازاں حضور ﷺ کی شان و عظمت کو بیان کیا جا رہا ہے تا کہ اس امر سے آگاہی فرما دی جائے کہ ان مثالی ازواجِ طاہرات کی نسبتِ زوجیت کتنی عظیم اور مثالی شخصیت سے ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم﴾ (۲)

''نبی (مکرم ﷺ) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اپنی امت کے لیے کس قدر شفیق اور مہربان ہے اس کا اندازہ درج بالا ارشاد خداوندی سے کیجیے۔ ہر شخص کو اپنی جان زیادہ عزیز ہوتی ہے لیکن حضور ﷺ کا لطف و کرم اور آپ کی شفقت و عنایت اور رحمت و رافت کا حال یہ ہے کہ حضور ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

اس مؤثر اور دلنشین تمہید کے بعد ازواجِ مطہرات کا لافانی اور مثالی اعزاز کا ذکر کیا جا رہا ہے:

﴿وازواجه امھاتھم﴾ (۳) ''اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

تا کہ مومنین اپنی پاک ماؤں کا احترام جسمانی ماؤں سے بھی بڑھ کر بجا لائیں۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ان کے لیے اسی طرح حرام ہیں جس طرح ان کی حقیقی مائیں حرام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تعظیم و تکریم تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور ان کا یہ اعزاز قیامت تک برقرار رہے گا۔ یہ لافانی و لاثانی اعزاز صرف ازواجِ نبی ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ دنیا میں کسی اور کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے۔

ازواجِ مطہرات کے اسی شرف و عظمت کو مومنوں کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے عظیم مرتبے کو متعدد اور مسلسل آیات میں مختلف پہلوؤں سے اجاگر کیا ہے۔ ان میں سے ہر آیت بلکہ اس کا ہر ہر جزو معانی و مطالب کی ایک دنیا اپنے

Marfat.com

اندر سموئے ہوئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحاً جمیلا﴾ (۴)

''اے نبی (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجیے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش (و آسائش) کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔''

سورۂ احزاب کی اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول پر مفسرین نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ غنائم اور خوشحالی کے مواقع پر ازواجِ مطہرات نے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ امہات المؤمنین کے اس مطالبے پر آپ نے ان سے ایک ماہ تک علیحدگی اختیار فرمائی۔ سورۂ احزاب کی مذکورہ بالا آیات کے نزول کے بعد آپ نے بالا خانہ سے اتر کر سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو مخاطب فرمایا اور انہیں اپنے والد سے مشورے کے بعد دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنے کی پیشکش فرمائی لیکن مؤمنوں کی پاک ماں کی عظمت کو لاکھوں سلام کہ انہوں نے یہ بات سنتے ہی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سراپا سعادت ہو کر عرض کیا' کیا اس امر میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ بے شک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دارالآخرت کو پسند کرتی ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذباتِ ایمانی کے سامنے اپنی جائز آرزوؤں کی قربانی پیش کرتے ہوئے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی پیشکش دوسری ازواجِ مطہرات کے سامنے دہرائی۔ ان سب نے بے ساختہ' بلا تردّد فقر و فاقہ کی زندگی کو جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت اور خوشنودی حاصل ہو' اختیار فرمایا اور دنیوی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی نے ازواج مطہرات کے ان جذبات و احساسات کی قدر افزائی فرماتے ہوئے ان کے درجات کو اتنا بلند فرمایا کہ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی اور امت مسلمہ کو ان کی عظمت و شان سے متعلق یہ کہہ کر آگاہی بخشی:

﴿ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض و قلن قولا معروفا﴾ (۵)

''اے پیغمبر کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرلے اور ان سے دستور کے مطابق بات کیا کرو۔''

ازواجِ مطہرات کے ایثار و قربانی کے ان جذبات اور عمل میں آنے والی نسلِ انسانی کی خواتین کے لیے ایک روشن سبق ہے کہ وہ بھی شریعتِ مطہرہ کے تقاضوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں اور دنیوی آرزوؤں کی پیروی میں نمود و نمائش اور دورِ جاہلیت کی آرائش و زیبائش کو معمول نہ بنائیں بلکہ قلبی سکون و طمانینت کے حصول کا طریق اختیار کریں اور پسندیدہ طریق بھی بتلا دیا:

﴿اقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن الله و رسوله﴾ (۶)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی۔''

زندگی کے اس دوراہے پر صحیح سمت قدم اٹھانے میں حکمت کے پہلو کو بھی بیان فرما دیا:

﴿انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا﴾ (۷)

''اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے

Marfat.com

گھر والو اور اللہ تم کو خوب اچھی طرح طہارت و پاکیزگی عطا فرمائے۔''

قرآن حکیم میں بھی مذکور ہے کہ ازواج کا شرفِ زوجیت اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿انا احللنالک ازواجک﴾(۸)

''اے پیغمبر ہم نے تمہارے لیے تمہاری بیویاں حلال کر دی ہیں۔''

قرآن حکیم نے ازواج کی عظمت کو اور اجاگر کرنے کے لیے نسبی ماؤں کی حرمت کی طرح ان سے نکاح کرنا بھی دائمی حرمت قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وما کان لکم أن تؤذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذٰلکم کان عندالله عظیما﴾ (۹)

''اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی۔ بے شک ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہِ عظیم ہے۔''

قرآن حکیم نے ازواج مطہرات کے شرف اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے انہیں مسلمان عورتوں سے دوگنا اجر عطا فرمانے کا ذکر کیا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ومن یقنت منکن لله ورسوله و تعمل صالحا نؤتها اجرها مرتین و اعتدنا لها رزقاً کریما﴾ (۱۰)

''اور جو تم میں سے فرمانبردار بن گئی۔ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دو چند دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے۔''

قرآن حکیم نے ازواج مطہرات کی شرفِ زوجیت کا احساس دلاتے ہوئے تادیباً یہ بھی بتایا:

Marfat.com

﴿من يات منكن بفاحشة مبينة يضعف لها العذاب ضعفين و كان ذلك على الله يسيرا ﴾ (۱۱)

''جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کی تو اس کے لیے عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔''

ازواجِ مطہرات کو تادیباً یہ بھی اشارہ فرما دیا گیا کہ شرفِ زوجیت حضور ﷺ کی عظمتوں کے حوالے سے ہے اور اگر تم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے آداب بجا لانے میں کسی قسم کی کمی روا رکھی تو آپ ﷺ کا عظیم پروردگار یہ شرف دوسری عورتوں کو عطا فرما سکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿عسى ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن مسلمت مؤمنت قانتات عبدٰت سٰئحٰت ثيبٰت و ابكارا ﴾ (۱۲)

''بعید نہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ تم سب بیویوں کو طلاق دے دیں تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں سچی مسلمان، با ایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔''

سورۃ نور میں ان کی عظمت کو یہ فرما کا اور اجاگر کیا:

﴿الطيبت للطيبين و الطيبون للطيبت اولئك مبرؤن مما يقولون لهم مغفرة و رزق كريم ﴾ (۱۳)

''پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں ان کا دامن پاک ہے، ان باتوں سے جو بنانے والے بناتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور رزق کریم۔''

ازواجِ مطہرات کا یہ اعزاز عارضی اور وقتی نہیں، غیر معتبر اور غیر مستقل نہیں۔

Marfat.com

چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، قیامت کب ہوگی کسی کو معلوم نہیں۔ قیامت تک آنے والی قوموں اور نسلوں میں اربوں مسلمانوں کی وہ قابل احترام مائیں قرار دی جا چکی ہیں اور یہ اعزاز عطا کرنے والا کون ہے وہ ملیک مقتدر جو اس ناقابل ادراک حد تک دور دور تک پھیلی ہوئی وسیع اور بے کراں کائنات کا خالق و مالک ہے۔

یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جسے عظیم کتاب قرآن حکیم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ قیامت تک آنے والے فرزندانِ توحید اپنی ماؤں کی قدر و منزلت اور عظمتوں سے آگاہ ہو کر ان کا صحیح احترام بجا لائیں۔ مؤمنوں کی وہ پاک مائیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف کرنے کو اپنے لیے سعادت تصور کیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کے مشن کے فروغ اور ترویج میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ الاحزاب/۱۔۳

۲۔ ایضاً/۶

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً/۲۸

۵۔ ایضاً/۳۲

۶۔ ایضاً/۳۳

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً/۵۰

۹۔ ایضاً/۵۳

۱۰۔ ایضاً/۳۱

۱۱۔ ایضاً/۳۰

۱۲۔ التحریم/۵

۱۳۔ النور/۲۶

84358

Marfat.com

حدیث‘ سیرت اور تاریخ کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ و ارفع مقام

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن رسولِ عربی ﷺ کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو جہاں آپ نے فکر و نظر کا عظیم انقلاب برپا کیا اور انسانی زندگی کے ہر ہر گوشے میں رہنما زرّیں اصول عطا فرمائے‘ وہاں آپ کی ایک منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے فیضانِ تربیت سے صحابہ کرامؓ کی ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جو آپ کی ہدایت پر روشن ستاروں کی صورت میں چمکی۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیات کے ذہن وقلب میں انقلاب بھی حضور ﷺ کی تعلیمات سے آیا۔ صحابیات میں سب سے بڑھ کر یہ فیض ازواجِ مطہرات کے حصے میں آیا۔ جنہوں نے شبانہ روز حضور ﷺ کی معاشرت زہد و عبادت آپ ﷺ کے معمولات اور اوراد وظائف‘ آپ ﷺ کے شمائل اور آپ ﷺ کے اخلاقِ حمیدہ و اوصاف پسندیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور منزلی زندگی میں حضور ﷺ کے ارشادات کو توجہ سے سنا۔ حالات کے پس منظر میں صحیح طور پر ان کا فہم و ادراک کیا اور ان پر عمل پیرا ہوئیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک ایسا مثالی دینی ماحول عطا فرمایا جس سے ان کی روحانی و ذہنی وقلبی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ یہ آپ ﷺ کے فیضانِ تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ اطاعتِ رسول ﷺ خلوص و جانثاری‘ فیاضی و سخاوت اور تقویٰ و طہارت جیسی اعلیٰ صفات نے ازواجِ مطہرات کو اخلاق و کردار کے اعلیٰ و ارفع

Marfat.com

مقام پر فائز کر دیا۔ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں ازواجِ مطہرات کے اخلاق و کردار کے حوالے سے بہت سارے واقعات موجود ہیں' جو ان کے اعلیٰ و ارفع مقام پر شاہد ہیں۔ ان میں سے چند ایک واقعات حسبِ ذیل ہیں:

قریش مکہ کی اذیت رسانی پر شعب ابی طالب میں تین سالہ دور انتہائی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنے شوہر نامدار اور محبوب آقا کی خاطر پریشان کن اور انتہائی صبر آزما دور میں جس صبر و استقامت' ثابت قدمی اور جذبہ جان نثاری کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ انسانی میں ایک روشن مثال ہے۔ حضرت خدیجہ کے اس جذبہ جان نثاری نے انہیں جس مقام پر فائز کیا وہ صحیح بخاری کی درج ذیل روایت سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ جبرائیل امین نے آنحضرت سے عرض کی کہ خدیجہ برتن میں کچھ لا رہی ہیں' آپ ان کو اللہ کا اور میرا سلام پہنچا دیجیے۔ بخاری شریف کی اس حدیث کے آخری حصے کے الفاظ یہ ہیں:

﴿وبشرها ببيت فی الجنة من قصب' لاصخب فيه ولانصب﴾ (۱)

''اور انہیں جنت میں خالص مروارید کے ایک محل کی بشارت دیں جس میں کسی قسم کا رنج و الم نہیں۔''

ازواجِ مطہرات کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی ذات تمام لوگوں سے زیادہ مقدم تھی۔ حضرت ام حبیبہؓ کے جوشِ ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے۔ وہ مشرکینِ مکہ کے سردار اور سپہ سالار ابوسفیان کی بیٹی تھیں جو حضور ﷺ کے ساتھ دشمنی اور عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ نعمت ایمان سے مشرف ہونے سے قبل فتح مکہ سے پہلے مدینہ منورہ میں اپنی بیٹی کے گھر انہیں ملنے کے لیے آتے ہیں۔ سیدہ ام حبیبہؓ حضور ﷺ کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہو چکی تھیں۔ بیٹی اپنے والد کا بصد احترام استقبال کرتی ہے۔ ایک چارپائی پر نظیف بستر بچھا ہوا ہے ابوسفیان اس پر بیٹھنے لگتے ہیں تو بیٹی فوری طور پر بستر لپیٹ دیتی

Marfat.com

ہے۔ ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے: بولیں! یہ آنحضرت ﷺ کا فرش ہے اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی ہے۔ (۲)

بعد میں حضرت اُمّ حبیبہؓ کے جوشِ ایمان کا یہ اثر رنگ لایا اور ابوسفیان نعمتِ اسلام سے مالا مال ہوا۔ حضرت سودہؓ کا جذبہ اطاعت مثالی تھا۔ حضرت سودہؓ کے جذبہ اطاعت رسول ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا سعید انصاری تحریر کرتے ہیں:

''اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔''

حضرت سودہؓ کی خوشنودی رسول ﷺ کے حصول کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف لکھتے ہیں:

''ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہوگیا اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔ آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے۔''

علامہ زرقانی کا حضرت سودہؓ کے اس جذبہ اطاعت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿وکانت شدیدۃ الاتباع لأمرہ ﷺ﴾ (۳)

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق:

Marfat.com

﴿فكن كلهن يحججن إلا زينب و سودة بنت زمعه فكانتا تقولان:
والله لاتحر كنا دابة بعد ان سمعنا ذلك من رسول الله﴾ (۴)

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواجِ مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر بیٹھنا۔

آپ کے فیضانِ تربیت سے ازواجِ مطہرات کا جذبہ جود وسخا بھی مثالی تھا۔ وہ بیش از بیش ناداروں اور محتاجوں کی اعانت فرماتیں اور خود حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر گامزن ہو کر فقر و فاقہ سے گزر بسر کرتیں اور روحانی حلاوت حاصل کرتیں۔ حدیث اور سیرت کی کتب ان کی فیاضی وفراخدلی' سخاوت اور ایثار کے واقعات سے معمور ہیں۔

حضرت عائشہ کا سب سے نمایاں وصف جود و سخا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ ابن زبیر نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ تھا۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا! پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ (۵)

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ چونکہ فقراء اور مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں' اس لیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوگئیں۔ (۶)

ازواجِ مطہرات میں حضرت زینب بنت جحش نہایت فیاض تھیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھیں اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دے دیتی تھیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا وہ مجھ سے پہلے ملے گا۔ اس بناء پر ازواجِ مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں۔ حضرت زینب کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواجِ مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔ (۷)

Marfat.com

حضرت صفیہؓ بھی سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں چنانچہ جب وہ ام المؤمنین بن کر مدینہ آئیں تو حضرت فاطمہ اور ازواجِ مطہرات کو اپنے سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔(۸)

زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت سے جہاں روحانی سکون و طمانینت حاصل ہوتی ہے وہاں دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت کے جذبے کو بھی جلا ملتی ہے تا کہ ایمان و ایقان کی لذت جو عمل صالح سے حاصل ہوتی ہے دوسرے لوگ بھی اس سے بہرہ یاب ہوں۔ چنانچہ حدیث و سیرت کی کتابوں میں جہاں ازواجِ مطہرات کے تقویٰ و طہارت اور نفلی عبادت کا تذکرہ ملتا ہے وہاں یہ بھی مسلمہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے دین کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم، مؤثر اور بھرپور کردار ادا فرمایا۔ ازواجِ مطہرات کے زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت سے متعلق بکثرت واقعات احادیث و سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت جبرائیل امین نے حضرت حفصہؓ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

﴿فانها قوامة صوامة وانها زوجتک فی الجنة﴾ (۹)

''حضرت حفصہؓ عبادت میں مشغول رہنے والی اور روزے کی پابند ہیں وہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی۔''

امام ترمذیؒ نے ابن عباسؓ کے حوالے سے حضرت جویریہؓ کے زہد و تقویٰ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ صبح کے وقت حضور ﷺ حضرت جویریہؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ مصلےٰ پر بیٹھی عبادت میں مصروف تھیں۔ چاشت کے وقت حضور ﷺ پھر ان کے حجرے میں تشریف لے گئے وہ اس وقت بھی مصلے پر بیٹھی تھیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم صبح سے اس طرح مصروف عبادت ہو۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا' میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات زبان سے ادا کیے ہیں' اگر ان کا تمہارے اتنے وقت کے اوراد کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ تمہارے اوراد سے بھاری نکلیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

Marfat.com

﴿سبحان اللّٰہ و بحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ و مداد کلماتہ﴾ (۱۰)

ازواجِ مطہرات کے مثالی کردار اور ان کی اعلیٰ روحانی و اخلاقی تربیت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ بجائے باہمی حسد و رقابت سے کام لینے کے ان میں باہمی خیر سگالی کے جذبات پیدا ہو چکے تھے۔ انسانی نفسیات کے مطالعہ اور تجزیہ کرنے والے حضرات اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ شوہر کے لیے اپنی ایک سے زائد بیویوں میں خیر سگالی کے جذبات پیدا کرنے کتنے مشکل ہیں لیکن یہ توفیقِ الٰہی تھی اور حضور ﷺ کی تربیت کا فیضان کہ ازواجِ مطہرات میں باہمی سعادت و خیر سگالی کے جذبات موجزن نظر آتے ہیں جن کی عکاسی کے لیے ازواج مطہرات کے مختصراً چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت ام سلمہؓ زینب بنت جحش کے متعلق فرماتی ہیں:

﴿کانت زینب صالحۃ صوامۃ قوامۃ﴾ (۱۱)

''حضرت زینب نیک خو، روزہ دار اور نماز گزار ہیں۔''

۲۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ کی سیرت، دین سے وابستگی اور بھلائی کے جذباتِ سعادت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی ہے۔'' (۱۲)

۳۔ حضرت میمونہؓ کے تقویٰ و طہارت ور زہد و عبادت کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''میمونہ خدا سے بہت ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔'' (۱۳)

Marfat.com

قرآن حکیم' احادیث طیبہ اور سیرت و تاریخ کی کتب میں ازواجِ مطہرات کے مثالی کردار کا بڑے اہتمام سے ذکر ہوا ہے۔ ازواجِ مطہرات جہاں زہد و عبادت' تقویٰ وطہارت' جود و سخا' حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ' اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبات سعادت سے معمور تھیں' وہاں ان کی عظمت و کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام کے نورانی پیغام کو نہ صرف مسلم خواتین تک بلکہ صحابہ کرامؓ اور تابعین تک پہنچاتی رہیں اور انہوں نے اپنے حلقہ اثر میں اور اپنے خاندان والوں کو اسلام کی ترغیب دینے میں بھرپور کردار ادا فرمایا اور ان کے ذریعے سے مشرف بہ اسلام ہونے والے لوگوں نے تاریخ اسلام میں بڑا نام اور مقام حاصل کیا اور یوں اسلام کی نورانی کرنیں خاندانوں اور قبیلوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب تزویج النبی خدیجہ وفضلہا، ۱۳۸۹/۳ دارابن کثیر بیروت ۱۹۹۰ء۔

۲۔ ابن سعد، محمد بن سعد منیع الزہری، الطبقات الکبریٰ، ۲۹۴/۸، دارصادر، بیروت، ب ت۔

۳۔ الزرقانی، محمد بن عبدالباقی، شرح الزرقانی علی المواہب، ۳۸۰/۴، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۹۶ء

۴۔ ابن سعد، الطبقات، ۲۷۰/۸، شرح الزرقانی، ۳۸۰/۴۔

۵۔ الطبقات الکبریٰ، ۳۷۶/۸، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الصحابۃ، ذکرام المومنین، عائشہ بنت ابی بکر الصدیق، ۳۸۱/۴: شرح الزرقانی، ۳۹۰/۴

۶۔ شرح الزرقانی، ۴۱۶/۴

۷۔ مسلم ابن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل ام مسلمۃ ام المومنینؓ، ۱۴۴/۴ دارالفکر، بیروت۔

۸۔ شرح الزرقانی، ۴۳۵/۴

۹۔ شرح الزرقانی، ۳۹۵/۴

۱۰۔ سنن الترمذی، باب جامع الدعوات، ۱۷۹/۳، شرح الزرقانی ۴۲۸/۴

۱۱۔ شرح الزرقانی، ۴۱۳/۴

۱۲۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۶۹/۸: شرح الزاقی ۳۸۰/۴

۱۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۱۳۸/۸

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ممتاز علمی مقام

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ اپنی فہم و فراست اور عقل و بصیرت اور تفقہ فی الدین کی خصوصیات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی طور پر منظور نظر تھیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کا ذکر فرمایا ور صحابہ کرام بھی اس امر سے واقف تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿فضل عائشه على النساء كفضل الثريد على الطعام﴾ (۱)

''حضرت عائشہؓ کو دیگر عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے، جو ثرید کو طعام پر حاصل ہے۔''

مولانا سعید انصاری امام زہری کی ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں:

﴿لو جمع علم الناس كلهم ثم علم ازواج النبى صلى الله عليه وسلم فكانت عائشه وسعهم علماً﴾ (۲)

''اگر تمام لوگوں کا اور امہات المومنینؓ کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا۔''

حضرت عائشہؓ کے علمی مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف تحریر کرتے ہیں:

''وہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان کے زمانہ میں فتوی دیتی تھیں اور اکابر صحابہ پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کیے ہیں ان کو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے اس رسالہ کا نام ''عين الاصابه فى ما استدركته عائشة على الصحابة''. (۳)

Marfat.com

حضرت عائشہؓ مکثرین صحابہ میں داخل ہیں، ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری حضرت عائشہؓ کے علمی و ادبی فضائل پر مبسوط تبصرہ کے بعد لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس علمی شان کو دیکھ کر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا تھا:

﴿خذوا نصف دينكم عن هذه الحميراء﴾ (۴)

''اپنے دین کا نصف علم اس حمیراء یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سیکھو۔''

صحابہ کرام کا معمول تھا کہ جس روز حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کے ہاں شب بسر کرنا ہوتی تو وہ ہدیے بھجواتے۔

﴿كان الناس يتحرون بهدايا هم يوم عائشة يبتغونّ بذلك مرضاة رسول الله ﷺ﴾ (۵)

''لوگ جستجو میں رہتے اور جس روز حضرت عائشہ کے ہاں حضور ﷺ کا قیام ہوتا تو وہ اپنے ہدیے اور تحفے بھجواتے۔ ان کا مقصد حضور ﷺ کی خوشنودی کا حصول ہوتا۔''

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک فتویٰ دیا کہ اگر کوئی شخص ناپاک حالت میں ہے اور صبح ہو گئی تو اس کا روزہ درست نہ ہوا۔ لوگوں نے اس فتوے کا ذکر حضرت عائشہ سے کیا تو انہوں نے وضاحت فرمائی کہ اس حالت میں روزہ رکھنا درست ہے اور بعد میں غسل کر سکتا ہے اور نماز فجر ادا کر سکتا ہے۔ جب حضرت ابو ہریرہ کو حضرت عائشہ کی یہ وضاحت بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا:

﴿عائشة امی و هی اعلم﴾ (۶)

''عائشہ میری ماں ہیں اور وہ مجھ سے زیادہ علم رکھنے والی ہیں۔''

Marfat.com

سیرت و تاریخ کی کتب سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کا وصول حجرہ عائشہ میں ہوا۔ ام المؤمنین اسے اپنے لیے سرمایہ فخر و سعادت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں:

﴿"قبض رسول الله ﷺ فی بیتی و فی یومی و علی صدری و مضغت له السواک فجمع الله بین ریقی و ریقه﴾ (۷)

"رسول اللہ ﷺ کی رحلت میرے گھر میں ہوئی اور اس روز حضور ﷺ نے میرے ہاں ہی قیام فرمانا تھا۔ رحلت کے وقت حضور ﷺ نے میرے جسم کا سہارا لے رکھا تھا میں نے اس آخری وقت میں ان کے لیے مسواک کو نرم کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ میری چبائی ہوئی مسواک انہوں نے اپنے دہن مبارک میں رکھی۔"

حضرت عائشہؓ کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں

حمص کی رہنے والی کچھ عورتیں حضرت عائشہ کے پاس آئیں۔ ام المؤمنین نے ان سے پوچھا:

﴿ممن انتن؟ فقلن من اهل الشام فقالت: لعلکن من الکورة التی تدخل نساؤها الحمامات فقلن: نعم﴾ (۸)

"تم کہاں سے آئی ہو انہوں نے جواب دیا' ہم ملک شام سے آئی ہیں تو آپ نے فرمایا: "شاید تم علاقے کی رہنے والی ہو جہاں عورتیں حماموں میں جا کر غسل کرتی ہیں۔ انہوں نے جواباً کہا ہاں۔"

تو ام المؤمنین حضرت عائشہ نے فرمایا میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ جو عورت اپنے کپڑے غیر پوشیدہ جگہ میں اتارتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کی مستحق ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

بصرہ کی رہنے والی عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا:

﴿مرن ازواجکن ان یغسلوا أثر الخلاء فان رسول اللہ ﷺ کان یفعلہ﴾ (۹)

''اپنے شوہروں کو کہو کہ وہ بیت الخلاء میں فراغت کے بعد پانی سے صفائی اور طہارت حاصل کیا کریں کیونکہ حضور ﷺ کا یہی معمول تھا۔''

حضرت ابن عمر سے استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا نہیں جب یہ بات ام المؤمنین تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

﴿یرحم اللہ ابا عبدالرحمن لقد علم ان رسول اللہ ﷺ اعتمر اربعا احداھن فی حجۃ الوداع.﴾ (۱۰)

''اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے یہ مسلمہ بات ہے کہ حضور ﷺ نے چار بار عمرہ فرمایا ایک ان چار میں سے وہ تھا جو حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔''

ایک صحابی نے سوال کیا:

﴿قلت لعائشہ یا ام المؤمنین ! حدثینی بشئی کان رسول اللہ ﷺ یدعوبہ فقالت: کان رسول اللہ ﷺ یدعو یقول اللھم انی اعوذبک من شر ما عملت و من شر مالم اعمل﴾ (۱۱)

''میں نے عرض کیا ام المؤمنین! مجھے کوئی ایسی بات بیان فرمائیں جو حضور ﷺ دعا میں کہا کرتے تو آپ نے ان کی روحانی تربیت فرماتے ہوئے جواب دیا کہ رسول کریم ﷺ بارگاہِ صمدیت میں یہ دعا کرتے: اے میرے معبود حقیقی! بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس شر سے جو مجھ سے سرزد ہوا اور ہر اس شر سے جو مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔''

Marfat.com

حضرت عائشہ کی فصاحت و بلاغت:

قرآنِ حکیم میں دو عفیفہ اور پاکباز عورتوں پر تہمت لگائے جانے کا ذکر ہے۔ پہلی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم اور دوسری المؤمنین حضرت عائشہؓ اور اللہ تعالیٰ جو حق ہے جس سے بڑھ کر کوئی سچا ہونے کا تصور نہیں کر سکتا جس کی گواہی اور شہادت سے بڑھ کر کوئی سچی گواہی ممکن ہی نہیں' اس خالق کائنات مالک کائنات رب کائنات اور علیم وخبیر آقا و مولا جل شانہٗ نے اپنے فضل عمیم سے اس تہمت کو دونوں کے بارے میں بہتان عظیم قرار دیا۔ سورۂ نساء میں یہود کے جرائم کی فہرست بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وبکفرھم و قولھم علی مریم بھتانا عظیما﴾ (۱۲)

ام المؤمنین کے بارے میں سورۂ نور میں ارشاد باری ہے:

﴿ولولا اذسمعتموہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحنک ھذا بھتان عظیم﴾ (۱۳)

''اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایان نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردگار) تو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے۔''

ام المؤمنین جیسی پاکباز اور عظیم ہستی پر بہتان عظیم باندھا گیا تو ذرا چشم تصور سے کام لیجیے کہ آپ پر کیا گزری ہوگی۔ ام المؤمنین کے اپنے الفاظ میں جو فصاحت و بلاغت کا آئینہ ہیں اس کی جھلک ملاحظہ کیجیے۔

﴿فبکیت تلک اللیلة لا یرقألی دمع ولا اکتحل بنوم ثم اصبحت ابکی﴾ (۱۴)

''پس اس رات روتی رہی آنسوؤں کی برسات جاری رہی' میں نے نیند

Marfat.com

کا سرمہ تک آنکھوں کو نہ لگایا اور میں نے روتے روتے صبح کی۔''

مولانا سعید انصاری لکھتے ہیں:

''ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔''

ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

﴿ما رأيت أفصح من عائشه﴾ (۱۵)

''میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔''

واقعہ افک:

مسند عائشہ میں واقعہ افک صفحات ۱۰۵ تا ۱۱۰ اور ۱۱۷ تا ۱۲۰ پر مفصل بیان ہے۔ مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کو درج کیا ہے اور اس بہتان عظیم جس کا ردخود علیم وخبیر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بیان فرما دیا اس کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے ام المؤمنین کی عظمت کو اجاگر کیا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''مسند عائشہ'' کے عنوان سے پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا۔ اس میں حضرت عائشہ سے مروی ۱۱۳۸ احادیث سند کے ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ۱۰۰ (ایک سو) صفحات پر مشتمل دو سے زیادہ راویوں کی فہرست ''فهرس اسماء الرواة'' کے عنوان سے تحریر کی ہیں اور فن حدیث کے مروج اسلوب کے مطابق تحقیقی کاوش انجام دی ہے۔ مسند عائشہ میں مذکور ان گیارہ سو سے زائد احادیث میں فقط چند احادیث کی اشاراتی جھلک پیش کی جاتی ہے جس سے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی احکام ومسائل کی اہمیت وافادیت کا اندازہ کرنا آسان ہوگا۔

تفصیلی مطالعہ کے لیے قارئین کرام براہِ راست ''مسند عائشہ'' سے علمی استفادہ کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

قرآن کریم کی تشریح وتفسیر:

صحابہ کرام، حضور ﷺ کی رحلت کے بعد، ام المؤمنین حضرت عائشہ سے قرآنِ حکیم کی آیات یا حضور ﷺ کے ارشادات کے بارے میں ان کے صحیح اور حقیقی معانی کی جستجو میں استفسار کرتے تو ام المؤمنین اپنی خداداد ذہانت اور حضور ﷺ کے فیضانِ تربیت سے ان کا شافی جواب بیان فرماتیں جس سے صحابہ کرام کو مسائل کے صحیح علم میں اطمینان حاصل ہو جاتا۔

ام المؤمنین سے سورۂ نساء کی آیت ۱۱۸ کے حوالے سے استفسار کیا گیا کہ مرد و عورت یعنی میاں بیوی میں باہمی صلح کی جو اجازت دی گئی ہے اس سے مراد کون سی عورت ہے؟ ام المؤمنینؓ نے ارشاد فرمایا:

﴿أنزل في المرأة تكون عند الرجل لايستكثر منها فيريدان يطلقها ويتنزوج غيرها فتقول له: لاتطلقني و امسكني وأنت في حل من النفقة والقسمة لي فانزل الله عزوجل: لا جناح عليهما ان يصلحا بينهما﴾ (۱۶)

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا ملخص پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری کے الفاظ میں پیش کیا جا رہا ہے:

"بعض اوقات بیوی دائم المریض یا بانجھ ہوتی ہے اس کی شکل وصورت غیر پسندیدہ یا اس کا مزاج تند و تیز ہوتا ہے یا کبرسنی کی وجہ سے مرغوب خاطر نہیں رہتی اور مرد چاہتا ہے کہ اسے طلاق دے دے اور کسی دوسری عورت سے شادی کر لے یا کسی کی دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک مذکورہ بالا وجوہات کے باعث اب اس کے لیے وبال جان' بن گئی ہے اور وہ اسے

Marfat.com

طلاق دینے کا ارادہ کر رہا ہے تو ایسے موقعوں کے لیے عورت کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو اس کی جدائی پر ترجیح دیتی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اپنا مہر معاف یا کم کر کے، اپنے حقوق زوجیت سے دوسری بیوی کے حق میں دست بردار ہو کر یا اپنے نفقہ کے بار کو ہلکا کر کے خاوند کے ساتھ مصالحت کر لے تا کہ وہ اسے طلاق نہ دے۔ قرآن فرماتا ہے کہ جدائی اور افتراق سے بہر حال صلح ہی بہتر ہے۔'' (۱۷)

ذرا غور کیجئے، منزل زندگی میں سازگاری پیدا کرنے کے لیے یہ آیت کس قدر حکمت پر مبنی ہے اور ام المؤمنین کی تشریح نے اس وقت کے سائلین اور آنے والے مفسرین کے لیے کس قدر اطمینان بخش وضاحت فرما دی ہے۔

صحابہ کرام نے ام المؤمنین سے دریافت کیا کہ کیا رسول کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے گوشت کو تین روز سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

﴿انما قال ذلک فی عام جاع الناس فیه فاراد ان یطعم الغنی الفقیر﴾ (۱۸)

''ام المؤمنین نے وضاحت فرماتے ہوئے بتایا کہ حضور ﷺ نے ایک خاص برس میں یہ ارشاد فرمایا تھا جب لوگ فاقہ زدہ تھے تو رحمت دو عالم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ امیر لوگ (تین روز تک گوشت کو ختم کرنے کے لیے) فقراء و مساکین کو کھلا دیں۔''

گویا ام المؤمنین کی اس وضاحت سے عہد نبوی کے اس سال کے بعد سے لے کر آج تک اس امر کی اجازت ہے کہ قربانی کا گوشت تین روز سے زیادہ مدت تک استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

ام المؤمنین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے فہم قرآن کی بصیرت سے نوازا تھا

Marfat.com

اس پر اپنے شوہر نامدار کے فیضان تربیت نے اسے مزید جلا بخشی۔ ایک روز حضرت عائشہؓ نے رسول کریم ﷺ سے آیت کریمہ کے بارے میں استفسار کیا:

﴿یا رسول الله اقول الله عزوجل والذین یوتون ما أتوا وقلوبهم وجلة﴾

''سورۃ المومنون آیت نمبر ۶۰ سے کیا وہ شخص مراد ہے جو شراب پیتا ہے' بدکاری کا مرتکب بھی ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے خوف سے اس کا دل لرز لرز جاتا ہے۔'' تو رسول کریم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

﴿لا ولکنه الرجل یصوم و یتصدق و هو مع ذلک یخاف الله﴾ (۱۹)

''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو روزہ بھی رکھتا ہے' صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا دل اللہ کے خوف سے لرز جاتا ہے۔''

سیرتِ مطہرہ:

وحی کا آغاز: ام المومنین حضور ﷺ کی وحی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ابتداء میں آپ کو رؤیا صالحہ (سچے خواب) نظر آنے لگے اور آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تھے' سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔ پھر حضور کو خلوت گزینی محبوب ہو گئی اور آپ ﷺ غار حرا میں عبادت کی لذت و حلاوت سے بہرہ یاب ہونے لگے جب توشہ ختم ہو جاتا تو آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر نیاز ادو سامان لے جاتے حتیٰ کہ وحی کا آغاز ہوا اور آپ غار حرا ہی میں تھے پھر حضرت جبرئیلؑ کے آنے' آپ کو اقــرأ کہنے اور آپ کا جواباً مـا انـا بقاری فرمانے کا مستقل واقعہ بیان کیا حتیٰ کہ آخر میں حضرت جبرئیل نے آپ کو کہا:

Marfat.com

﴿اقرأ باسم ربک الذی خلق حتی بلغ "علم الانسان مالم یعلم" قال فجئت خدیجة فقلت زملونی فزملونی حتی ذهب عنی الروع﴾

''آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا فرمایا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اسی نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں خدیجہ کے پاس گیا اور کہا مجھے کپڑا اڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے چادر اڑھا دی حتی کہ مجھے سکون وطمانیت حاصل ہوگئی۔''

ام المومنین نے اس موقع پر حضرت خدیجہؓ کے وہ الفاظ بیان کیے ہیں جو انہوں نے حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے حوالے سے بیان فرمائے:

﴿ابشر' فوالله لا یخزیک الله ابداً انک لتصل الرحم وتصدق الحدیث و تحمل الکل و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق﴾ (۲۰)

''آپ کو مبارک ہو' خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں' ہمیشہ حق گوئی سے کام لیتے ہیں' کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آ جائے تو آپ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔''

Marfat.com

حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحائف:

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حضرت خدیجہؓ کا اکثر ذکر خیر فرماتے

اور ”وان کان مما یذبح الشاۃ فیتتبع بھا صدائق خدیجۃ یھدیھا الیھن“(۲۱)

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو

اس میں سے ضرور تحفہ اور ہدیہ بھجواتے۔“

واقعہ تخییر:

ام المومنین بیان کرتی ہیں کہ جب آیت تخییر نازل ہوئی (الاحزاب، ۲۸۔۲۹) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے مجھے اختیار دیا کہ اگر دنیوی مال و دل اور زینت کی رغبت ہے تو تمہیں احسن طریق سے رخصت کر دوں اور اگر اللہ، اس کے رسول کی خوشنودی اور آخرت کی بھلائی چاہتی ہو تو (دنیا میں فقر و فاقہ کی زندگی گزارنی ہوگی) آخرت میں اللہ تعالیٰ نے نیکو کار عورتوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے والدین سے مشورہ کرنے کی بھی تاکید فرمائی لیکن ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

﴿انی ارید اللہ و رسولہ والدار الآخرۃ ولا استامر فی ذلک ابوی﴾ (۲۲)

”مجھے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور دار آخرت مطلوب ہے اور

مجھے اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کرنے کی قطعاً حاجت نہیں۔“

ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور پھر دوسری ازواج طاہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور اپنی پیشکش و اختیار اور میرے جواب کا ذکر فرمایا۔ سب ازواج مطہرات نے وہی جواب دیا جو عائشہ نے دیا تھا۔

رحیم و کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ام المومنین فرماتی ہیں کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت میں داخل ہوا اور سلام کے

Marfat.com

بجائے نازیبا الفاظ کہے حضور ﷺ نے جواباً فرمایا: ''وعلیکم'' میں نے چونکہ یہودی کی بات سن لی تھی اور اس کی نازیبا حرکت کو سمجھ گئی تھی اس کو جواب میں کہا: ''وعلیکم السام واللعنۃ'' ''تم پر موت ہو اور ساتھ لعنت بھی'' تو حضور ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿یا عائشہ! علیک بالرفق فان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ﴾ (۲۳)

''اے عائشہ! تجھے نرمی سے کام لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ سب معاملات میں نرمی کو ہی پسند فرماتا ہے۔''

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات' پھر دوسری رات' پھر تیسری رات' نماز تراویح ادا فرمائی۔ چوتھی رات آئی حتی کہ مسجد بھر گئی اور جگہ نہ رہی تو حضور ﷺ باہر تشریف نہ لائے لوگ نماز نماز کی ندا بلند کرتے رہے لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے تو عمر بن الخطاب نے عرض کیا:

﴿یا رسول اللہ! جعل الناس ینتظر ونک البارحۃ فلم تخرج فقال: انہ لم یخف علی مکانھم ولکن خشیت ان تکتب علیھم﴾ (۲۴)

''یا رسول اللہ! گزشتہ کل لوگ آپ کا انتظار کرتے رہے لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر ان کا ذوق وشوق مخفی نہیں لیکن مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں نماز تراویح ان پر فرض نہ کر دی جائے۔''

ام المؤمنینؓ حضور ﷺ کی شان رحمت اور امت مسلمہ کے لیے ان کی شفقت و رافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

﴿کان رسول اللہ ﷺ یترک العمل ان یعمل بہ و ھو یحب ان یعملہ مخافۃ ان یعمل الناس ذلک فیفترض علیھم﴾ (۲۵)

''رسول کریم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ بعض دفعہ کسی نیک عمل کو ترک فرما دیتے حالانکہ آپ کی آرزو یہ ہوتی کہ اس پر عمل کیا جائے

Marfat.com

اس ڈر سے کہ اگر لوگوں نے (ذوق وشوق کوملحوظ رکھتے ہوئے) اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تو کہیں ان پر وہ عمل فرض نہ ہو جائے۔"

صاحب خلقِ عظیم:

قرآن حکیم وہ صحیفہ فطرت اور کامل، جامع، روشن اور محفوظ ضابطہ ہدایت ہے جس میں فضائل اخلاق سے آراستہ ہونے کی ترغیب اور رذائل اخلاق سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور ایک ایک خلق کا نام لے کر اس کے اپنانے اور اس سے مزین ہونے کی تاکید کی گئی ہے۔ ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ سعد بن ہشام نے ان سے رسول کریم ﷺ کے خلاق عالیہ کے بارے میں دریافت کیا:

﴿سألت عائشة عن خلق رسول الله ﷺ فقالت أماتقرا القرآن فقلت بلى! فقالت فان خلقه كان القرآن﴾ (۲۶)

"میں نے حضرت عائشہ ام المومنین سے رسول کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں استفار کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تو قرآن مجید نہیں پڑھتا؟ میں نے جواباً عرض کیا ہاں ضرور پڑھتا ہوں۔ تو ام المؤمنین نے فرمایا نبی رحمت تو قرآن حکیم میں جملہ بیان کردہ اخلاق کے حوالے سے خلق مجسم تھے۔"

ام المؤمنینؓ نے کتنی عمدہ اور سچی بات کہی جس کے بارے میں خود خداوند قدوس نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وانک لعلی خلق عظیم﴾ (۲۷)

"اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔"

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس کی مبسوط شرح بیان کرتے ہوئے اس کا

Marfat.com

نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''مقصد یہ ہے کہ اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے یہ سب سے زیادہ فرسان ہیں یہ سب مرکب ہیں۔ حضور ﷺ ان کے راکب اور شہسوار ہیں' اس لیے حضور ﷺ کو ان امور کے لیے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں۔ آفتاب ذات محمدی سے صفات محمدیہ اور کمالات احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں۔'' (۲۸)

امت کے لیے شفقت و رحمت:

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بارگاہِ صمدیت میں دعا کی:

﴿اللهم من رفق بأمتی فارفق به و من شق علی امتی فشق علیه﴾ (۲۹)

''اے میرے معبود حقیقی! میری امت کے ساتھ جو نرمی سے پیش آتا ہے تو بھی اس پر نرمی فرما اور جو میری امت پر مصیبت اور مشقت ڈالتا ہے تو اس پر سختی فرما۔''

صلاۃِ رسول ﷺ:

ایک صحابی نے ام المؤمنین سے صلاۃ رسول ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو ام المؤمنین نے حضور ﷺ کا معمول بیان کیا:

﴿کان یرقد اول اللیل و یقوم آخرہ﴾ (۳۰)

''حضور ﷺ رات کے پہلے حصے میں استراحت فرماتے اور آخری حصے میں قیام فرماتے۔''

کلامِ رسول ﷺ کا اسلوب:

رحیم و شفیق نبی کریم ﷺ کا انداز تکلم بھی مشفقانہ اور کریمانہ تھا' تا کہ صحابہ

Marfat.com

پورے طور پر سن کر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں:

﴿کان کلام رسول اللہ ﷺ فصلاً یفھمه کل أحد ولم یکن یسرد سرد کم ھذا﴾ (۳۱)

''اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے جسے ہر سننے والا آسانی سے سمجھ لیتا وہ تمہاری طرح تیزی اور جلدی سے بات نہ کرے۔''

آسان اور قابل عمل دین عطا فرمانے والا رؤف و رحیم نبی ﷺ

ام المومنین حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے امت مسلمہ پر آپ کے اس احسان عظیم کا ذکر فرماتی ہیں:

﴿ولا خیر بین امرین الا أخذ ایسرھما مالم یکن مأثما.﴾ (۳۲)

''حضور کو جب بھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ دونوں میں سے آسان بات کو اختیار فرمایا۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔''

گویا رؤف و رحیم نبی کریم ﷺ ہمیشہ امت کے لیے آسانی ملحوظ رکھتے۔

وفات سے تھوڑا پہلے معمول بہ دعا:

سورۂ نصر کا ایک نام سورۂ تودیع بھی ہے یعنی الوداعی سورت کیونکہ سراج منیر اپنی ضیاء پاش کرنوں کا نور پھیلا کر اپنے فرائض نبوت کو احسن طریق سے ادا کر کے اب اپنے خالق حقیقی سے ملنے کے لیے بے تاب ہے۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں:

﴿کان رسول اللہ ﷺ یکثر ان یقول قبل موته' سبحانک

Marfat.com

اللھم و بحمدک استغفرک و اتوب الیک' فقلت یا رسول اللہ!انک تکثر أن تقول ھذا فقال قد جعل ذلک لی علامة فی امتی "اذا جاء نصر اللہ و الفتح................ (۳۳)

''رسول کریم ﷺ اپنی رحلت سے قبل اکثر یہ دعا کیا کرتے پاک ہے تو اے اللہ' میں تیری حمد کرتا ہوں' میں تجھ سے بخشش اور مغفرت کا طلب گار ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (حضرت عائشہ کہتی ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اکثر یہی دعا کرتے رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت میں میری علامت بنا دیا ہے۔''

رحلت کے وقت آخری الفاظ

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے:

وھو یقول: بل الرفیق الاعلی من الجنة' قالت' فقلت له قد خیرت فاخترت. (۳۴)

''اور آپ کے مبارک ہونٹوں پر آخری الفاظ یہ تھے: ''بلکہ جنت میں رفیق اعلیٰ۔''

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: آپ کو اختیار دیا گیا (کہ دنیا میں مزید رہیں یا سفر آخرت اختیار فرمائیں) پس آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا۔

حضور ﷺ کا مدفن:

صحابہ کرام کے مابین جب حضور ﷺ کی قبر کے بارے میں گفتگو ہوئی تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

Marfat.com

﴿سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما مات نبی قط الا و دفن حيث يقبض فحفرو اله عند فراشه﴾ (۳۵)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کی روح جہاں قبض ہوتی ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے چنانچہ لوگوں نے آپ کے بستر کے پاس آپ کی قبر کھودی۔''

رسولِ کریم ﷺ کی خصوصی عظمتیں:

قرآن حکیم میں حضور ﷺ کی خصوصی عظمتوں کا ذکر خود رب جلیل نے فرمایا ہے اور آپ کو رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، کافتہ للناس، للعالمین، نذیر اور سراج منیر جیسے اعزازات سے نوازا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے مشاہدات میں حضور ﷺ کی خصوصی عظمتوں کا ذکر کیا ہے اور حدیث و سیرت کی کتب ان امور سے معمور ہیں۔ یہاں مسند عائشہ سے فقط چند ایک کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے امت پر رحمت و شفقت فرماتے ہوئے انہیں صوم وصال سے منع فرمایا:

﴿نهاهم رسول الله ﷺ عن الوصال، رحمة لهم، فقالوا: يا رسول الله! انک تواصل، قال: انی لست کاحدکم انی يطعمنی ربی و يسقينی﴾ (۳۶)

''رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو صوم وصال سے منع فرمایا۔ دراصل ان پر شفقت و رحمت ملحوظ تھی، تو صحابہ نے اپنے ذوق وشوق کا مظاہرہ کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود تو صوم وصال پر عمل فرماتے ہیں تو حضور نے فرمایا، میں تمہاری طرح نہیں ہوں، بیشک

Marfat.com

میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔"

گویا رب کریم حضور ﷺ کو ایک ایسی روحانی کیفیت سے سرشار فرما دیتے تھے کہ بھوک اور پیاس کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

﴿هذا جبريل يقرأ عليک السلام' فقالت: وعليه السلام و رحمة الله و بركاته' يرى مالانرى﴾ (۳۷)

"اے عائشہ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام مسنون کہہ رہے ہیں تو آپ نے (عائشہ نے) مسنون طریقے سے احسن طور پر سلام کا جواب ان الفاظ میں دیا اور ان (جبریل پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔ آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔"

ام المؤمنینؓ سے یہ استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے کوئی خاص دن کسی خاص عمل کے لیے مخصوص فرما رکھا تھا؟ مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام بھی اس روحانی کیفیت ولذت سے بہرہ یاب ہوں تو آپ نے (ام المؤمنین) نے جواباً یہ کہا:

﴿فقالت: كان احب الاعمال اليه ما داوم عليه صاحبه و ايكم يستطيع ماكان رسول الله ﷺ يستطيع﴾ (۳۸)

"ام المؤمنین نے فرمایا: حضور ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جس پر مداومت اور باقاعدہ پابندی اختیار کی جائے اور تم میں کون ہے جو وہ استطاعت رکھتا ہو جس کی حضور ﷺ استطاعت رکھتے تھے۔"

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ اپنے معبود حقیقی کے حضور نماز ادا فرما رہے تھے کہ شیطان نے ناپاک جسارت سے کام لیتے ہوئے آپ پر اثر انداز ہونا چاہا:

Marfat.com

﴿كان يصلي فأتاه الشيطان فاخذه فصرعه فخنقه فقال رسول الله ﷺ، حتى وجدت بر دلسانه على يدى ولو لا دعوة سليمان لأ صبح موثقا حتى يراه الناس﴾ (۳۹)

"آپ حضور حق میں قیام فرماتے تھے کہ شیطان نے وسوسہ اندازی کی۔ آپ نے اسے پکڑا اسے چاروں شانے چت گرایا اس کا گلا گھونٹا پھر آپ نے فرمایا کہ اس کی زبان شدتِ الم سے باہر نکل پڑی اور اگر مجھے حضرت سلیمان کا لحاظ نہ ہوتا تو اس پر ایسی گرفت کرتا کہ لوگ اسے دیکھتے۔"

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے ایک احتمال کو دور کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿"فقال: انها من الشيطان ولم يكن الله يسلطه على"﴾ (۴۰)

"آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ عمیم سے شیطان کو مجھ پر کبھی تسلط نہیں دیا۔"

یعنی رب کریم کی رحمت واسعہ میرے شامل حال ہے کہ شیطان مجھ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا اور کبھی بھی مجھ پر تسلط یا غلبہ حاصل نہیں کر پاتا۔

ام المومنینؓ نے ایک استفسار پر جواب دیا کہ حضور ﷺ کو اپنے جذبات پر مثالی ضبط (Self Control) حاصل تھا۔

﴿فقالت: كان رسول الله ﷺ أملككم لأربه﴾ (۴۱)

"رسول کریم ﷺ تم میں سب سے بڑھ کر جذبات پر قابو اور ضبط رکھنے والے تھے۔"

حضرت جبریل علیہ السلام اکثر و بیشتر انسانی صورت میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تھے لیکن بعض مواقع پر آپ اپنی اصلی اور کامل صورت میں بھی حضور ﷺ

Marfat.com

کے سامنے ظاہر ہوتے، اسی قسم کے ایک موقع کا ذکر کرتے ہوئے ام المؤمنین فرماتی ہیں:

﴿قال: رأيت جبريل قد تهبط، فملأ بين الخافقين، عليه ثياب سندس معلق فيه اللؤ لؤ و الياقوت﴾ (۴۲)

''حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے جبریل کو اترتے دیکھا تو مشرق اور مغرب دونوں ان کے وجود سے بھر گئے وہ باریک اور انتہائی نفیس ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے، جس میں سچے موتی اور یاقوت لٹک رہے تھے۔''

''عدل بین النساء'' کا وہ عدیم النظیر، فقید المثال اور ایسا مثالی نمونہ عمل حضور ﷺ نے قائم فرمایا، جس کی مثال تاریخ اسلام ہی نہیں پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جب سفر پر جاتے تو ہمیشہ اپنی ازواج کے مابین قرعہ ڈالتے، جس کے نام کا قرعہ نکلتا، اسے ساتھ لے جاتے، اپنی علالت میں بھی حضور ﷺ ازواج کی باری کو ملحوظ رکھتے۔ مرض الموت میں آپ نے علالت کی شدت کو محسوس فرمایا چنانچہ ازواج طاہرات کو حضرت عائشہ کے حجرے میں بلا بھیجا۔ ام المؤمنین بیان کرتی ہیں:

﴿فاجتمعن، فقال رسول اللهﷺ: انی اشتكيت ولا أستطيع أن أدور بينكن فان رأيتن أن تأذن لی فاكون فی بيت عائشة ففعلن﴾ (۴۳)

''تمام ازواج مطہرات حضرت عائشہ کے حجرے میں جمع ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب فرمایا۔ بے شک میری علالت شدت اختیار کر گئی ہے اور مجھے یہ استطاعت نہیں رہی کہ میں تمہارے پاس باری باری شب باشی کروں۔ پس اگر تم مناسب سمجھو اور مجھے اجازت دو تو میں عائشہ کے گھر میں ٹھہرا رہوں۔ چنانچہ سب ازواج طاہرات نے اس امر پر رضامندی کا اظہار کیا۔''

Marfat.com

اجازت کا یہ عرصہ کتنی مدت پر محیط تھا اس ضمن میں مولانا سعید انصاری لکھتے ہیں:

''ربیع الاول ۱۱ھ میں آنحضرت نے وفات پائی۔ ۱۳ دن علیل رہے، جن میں ۸ دن حضرت عائشہؓ کے حجرے میں اقامت فرمائی۔''

مولانا موصوف حضرت عائشہ کے مناقب کے حوالے سے مزید بیان کرتے ہیں:

''حضرت عائشہؓ کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن بننا نصیب ہوا۔''(۴۴)

حضرت عائشہؓ کی بیوگی کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ نے ۴۸ سال بیوگی کی حالت میں بسر کیے اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد واحد قرآن و حدیث کی تعلیم تھا۔''(۴۵)

قرآن حکیم وہ ضابطہ ہدایت ہے جس نے قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لیے جملہ شعبہ ہائے حیات میں روشن اور رہنما زریں اصول کی نشاندہی کی ہے اور ایک معتدل و متوازن نظام عبادات بھی عطا کیا ہے تاکہ رب کائنات جو معبود حقیقی ہے اس کی بندوں کا اس سے رشتہ عبودیت مستحکم ہو سکے۔ بندہ و مولا کے اس رشتے کو سب سے زیادہ استحکام ارکان اسلام سے ملتا ہے۔ جن میں سے شہادت توحید و رسالت کے بعد سب سے پہلا اور انتہائی اہم رکن جو دین کا ستون، معراج النبی کا عظیم تحفہ اور اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے کا موقع فراہم کرنے والی عبادت صلاۃ ہے۔ بعد ازاں صوم، حج اور زکوٰۃ کے ارکان ہیں۔

یہاں اس امر کا ذکر بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صاف ستھرا اور نظیف دین ہے۔ انسانیت کے سب سے بڑے معلم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت اور پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا ہے اور جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی وضو اور طہارت کو

Marfat.com

قرار دیا ہے تاکہ مومن مرد اور عورتیں اپنے رب کریم کے حضور جب سجدہ ریز ہوں تو پاک اور صاف ستھری حالت میں ہوں۔ کیونکہ جسمانی پاکیزگی اور طہارت جذبات و احساسات میں بھی پاکیزگی پیدا کرتی ہے اور عبادت میں لذت و حلاوت پیدا کرتی ہے۔

ایصالِ ثواب:

اس کائنات ارضی پر کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے موت کا مزہ نہ چکھنا ہوا۔ انسان کی پیدائش اس بات کی علامت ہے کہ ایک روز اسے دار فانی سے رحلت اختیار کرنی ہے۔ موت و حیات کا نظام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ موت کسی کی عمر، صحت، مصلحت نہیں دیکھتی۔ وقت مقررہ پر ملک الموت روح قبض کر لیتا ہے اور انسان کے اعمال کا سلسلہ فوری منقطع ہو جاتا ہے۔ اسلام دین رحمت ہے کہ مرحومین اور رفتگان کے لیے دعا کا ہر نماز میں اہتمام رکھا گیا تاکہ زندہ لوگ اپنے مرحومین اور امت مسلمہ کے مرحومین کے لیے "اللهم اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب" کے الفاظ کے رحمت مغفرت کے لیے بارگاہِ صمدیت میں التجا کرتے رہیں۔

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور یوں گویا ہوا:

﴿یا رسول الله !ان امی افتلت و انی ظننتها ان لوتکلمت أوصت بصدقة فهل لها اجر ان تصدقت عنها؟ قال: نعم﴾ (۴۶)

"یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ و خیرات کے لیے وصیت کرتیں۔ اگر میں اس کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا؟ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں"

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ جس شب حضور ﷺ نے میرے ہاں قیام فرمانا ہوتا

Marfat.com

تو آپ رات کو بقیع کے قبرستان کی طرف نکلتے اور مرحومین کو مخاطب فرماتے۔

﴿السلام علیکم اهل الدیار قوم مومنین و انا و ایاکم ما توعدون غدا موجلون و انا ان شاء الله بکم لاحقون﴾ (۴۷)

''تم پر سلام ہو اے یہاں کے رہنے والو! اے گروہ مومنین ہم سے بھی اور تم سے بھی جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور ہم بھی جب اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہیں۔''

عورتوں سے بیعت لینے کا طریق:

قرآن حکیم میں مردوں اور عورتوں سے بیعت لینے کا ذکر ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس پر ایک مبسوط کتاب تحریر فرمائی ہے۔ عورتوں سے بیعت لینے میں حضور ﷺ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کو ملحوظ فرماتے تھے۔

ام المومنینؓ فرماتی ہیں:

﴿''ما مس ید رسول الله ﷺ ید امرأة فی بیعة قط'' ﴾ (۴۸)

''حضور ﷺ بیعت لیتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے مس نہیں فرماتے تھے۔''

ام المومنین نے ایک دوسری روایت میں اسی بات کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے:

﴿ما بایع رسول الله ﷺ امرأة قط فمس یدها' ما بایعهن الا بهذه الآیة (یبایعنک علی ان لایشرکن بالله شیئا ....) تلا الآیة کلها وما مست یده یدامرأة قط﴾ (۴۹)

''حضور ﷺ نے بیعت لیتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں فرمایا اور حضور ﷺ عورتوں سے اس قرآنی آیت جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے

Marfat.com

کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی' پوری آیت (الممتحنہ۱۲:۶۰) پڑھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں فرمایا''

عدل بین النساء:

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن انسانیت نے جو قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لیے ہادی و رہنما ہیں ''عدل بین النساء'' کا وہ مثالی اور زریں اصول قائم فرمایا ہے جس کی نظیر پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

ام المومنینؓ فرماتی ہیں:

﴿أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان اذا سافر أقرع بين نسائه فايتهن خرج سهمها خرج بها معه﴾ (۵۰)

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی سفر پر نکلتے اپنی ازواج طاہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکلتا اسے اپنے سفر میں شرف رفاقت عطا فرماتے۔''

منزلی زندگی کی چند جھلکیاں:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے دین حق کی تبلیغ کے لیے شب و روز سرگرم عمل تھے۔ ادھر مشرکین مکہ نئے ابھرتے ہوئے دین حق کی مزاحمت کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ ایک طرف نعمت اسلام سے مشرف ہونے والوں پر انہوں نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا اور اذیت رسانی کی انتہا کر دی تھی' دوسری طرف قرآن حکیم معانی سے لبریز آیات اور صوتی تاثیر کی اثر آفرینی کو روکنے کے لیے مختلف تدابیر سوچی اور بروئے کار لائی جا رہی تھیں۔ اس انتہائی نازک وقت میں آپ کی غمخوار اور مونس رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رحلت فرما گئیں۔ اب گھریلو امور کی دیکھ بھال اور بچیوں کی

Marfat.com

پرورش ونگہداشت جیسے اہم امور آپ کی تبلیغی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنتے نظر آئے تو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ محترمہ حضرت خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہؓ کے رشتے اس دلیل کے ساتھ تجویز کیے۔ عائشہ سے متعلق کہا:

"ابنة احب خلق الله اليک" اللہ کی مخلوق میں تمہارے سب سے زیادہ محبوب شخص کی بیٹی ہے اور حضرت سودہؓ کے بارے میں کہا:

﴿وقد امنت و اتبعت الذی انت علیه﴾

"کہ وہ نعمت ایمان سے مشرف ہو چکی ہیں اور اس راستے پر عمل پیرا ہیں جس پر آپ گامزن ہیں۔"

چنانچہ وہ پہلے ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئیں جنہوں نے مطعم بن عدی سے اس کے بیٹے کے لیے حضرت عائشہؓ کی بات کر رکھی تھی۔ ابوبکر صدیقؓ فوراً مطعم کے پاس گئے تو اس کی بیوی نے آپؓ کو دیکھتے ہیں کہا:

﴿لعلک مصبئ هذا الفتی و مدخله فی دینک﴾

"شاید آپ (میرے بیٹے) اس جوان کو اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔"

مطعم نے بھی بیوی کی تائید کی گویا حضرت عائشہ سے منگنی کی بات سے از خود پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابوبکر نے رحمت خداوندی کی اس تائید کا شکر ادا کیا۔

﴿فخرج ابوبکر و قد اخرج الله ما کان فی نفسه من العدة الذی وعده﴾

"ابوبکر مطمئن ان کے گھر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے خدشے کو دور فرما دیا جو ان کے دل میں تھا کہ ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔"

پھر فرمایا:

Marfat.com

﴿یاخولة: ادعی لرسول اللہ ﷺ فدعته فزوجها من رسول اللہ ﷺ﴾

''ابوبکر نے فرمایا اے خولہ حضور ﷺ کو میری طرف سے پیشکش ہے۔ انہوں نے یہ پیشکش حضور ﷺ تک پہنچائی چنانچہ ابوبکر نے حضرت عائشہ کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا۔

اسی طرح اس طویل حدیث میں حضرت سودہ کے ساتھ آپ کے نکاح کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ کی رخصتی، ہجرت مدینہ کے بعد میں عمل میں آئی جبکہ حضرت سودہ نے فوراً آپ کی منزل زندگی کو بحال کر دیا۔ (۵۱)

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا حضور ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو آپ کا معمول کیا تھا تو آپ نے بیان فرمایا:

﴿فقالت: کان انس الناس و أکرم الناس و کان رجلا من رجالکم الا انه کان ضحا کا بساما﴾ (۵۲)

''حضرت عائشہ نے فرمایا: حضور ﷺ انتہائی انس و مودت سے پیش آنے والے گھل مل جانے والے اور انتہائی شریف النفس اور کریم الطبع تھے اگرچہ بظاہر وہ تم مردوں کی طرح مرد تھے لیکن انتہائی شگفتہ مزاج ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔''

ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب جو حضور ﷺ نے میرے ہاں بسر فرمائی تھی میں نے حضور ﷺ کو بستر پر لیٹے ہوئے نہ پایا۔ میں جستجو میں اُٹھی تو دیکھا کہ حضور بارگاہِ صمدیت میں سجدے کی حالت میں دعا کر رہے ہیں۔ میں نے غور سے سنا تو حضور ﷺ بارگاہِ رب العالمین میں یہ التجا پیش کر رہے تھے:

﴿اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بمعافاتک من عوبتک واعوذبک منک لا احصی ثناء علیک انت کما أثنیت علی نفسک﴾ (۵۳)

Marfat.com

''اے مالک میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضوان کے حصول کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے آقا میں تیری سزا سے بچنے کے لیے تیرے عفو و درگزر کا دامن تھامتا ہوں اے مولا! میں تیری تعریف اور حمد و ثنا کن الفاظ سے کروں۔ تیری پناہ میں آتا ہوں تیری حمد و ثناء وہی ہے جو تو نے (اے رب جلیل) خود بیان فرمائی ہے۔

ام المؤمنینؓ منزل زندگی کی خوشگواریوں اور مسرتوں اور حضور ﷺ کے اپنی ازواج طاہرات سے حسن سلوک اور دلنوازیوں کا ذکر فرماتی ہیں۔ ازواج مطہرات کے لیے حضور ﷺ کی معیت و رفاقت ہی وہ نعمت عظمیٰ تھی کہ فقر و فاقہ کی نوبت آنے کے باوجود طبیعتوں میں کسی قسم کی ناگواری پیدا نہ ہوتی۔ فرماتی ہیں:

﴿کان یاتی علی اهل بیت رسول الله ﷺ الشهر لاتوقد فیه نار الا ان یکون عندهم لحم و کان اهل بیت من الأنصار یرسلون الی رسول الله ﷺ من خزیرتهم او حریرتهم﴾ (۵۴)

''بعض دفعہ رسول کریم ﷺ کے اہل بیت پر ایسا مہینہ بھی گزرتا ہے کہ پورا مہینہ چولھے میں آگ نہ جلتی البتہ ہمارے پاس کچھ گوشت ہوتا اور انصار حضور ﷺ کی خدمت میں کھجور یا دودھ سے تیار شدہ حلوہ کا ہدیہ بھجوا دیتے۔''

رسوم جاہلیت کا خاتمہ:

حضور ﷺ نے نہ صرف مشرکین مکہ کے عقائد باطلہ کا رد فرمایا بلکہ بہت سی جاہلیت کی رسموں کو' جو بتدریج عقیدے کی صورت اختیار کرنے لگی تھیں' لغو قرار دیا اور اپنے عمل سے یہ ثابت فرمایا کہ وہ رسوم واقعی لغو اور توہم پرستی پر مبنی تھیں۔

Marfat.com

ام المؤمنینؓ بیان فرماتی ہیں کہ عرب میں شوال کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا تھا لہٰذا لوگ اپنی تقریباتِ مسرت شوال میں انجام دینے سے گریز کرتے۔ آپ فرماتی ہیں:

﴿تزوجنی رسول اللہ ﷺ فی شوال وادخلت علیه فی شوال فای نساء رسول اللہ ﷺ کان أحظی عنده منی﴾ (۵۵)

"حضور ﷺ نے جب مجھے شرفِ زوجیت بخشا تو شوال کا مہینہ تھا اور جب (ہجرت مدینہ کے بعد) میری رخصتی ہوئی تب بھی شوال کا مہینہ تھا۔ اب بتائیے حضور ﷺ کی زوجیت اور رفاقت میں مجھ سے بڑھ کر خوش نصیب کون تھا؟" گویا شوال کی نحوست کا رد فرمایا۔

تاریخِ اسلام:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دینی امور کے ساتھ ساتھ ہمیں تاریخ اسلام کے بارے میں بڑی قیمتی اور اہم معلومات بھی حاصل ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک واقعات ہدیہ قارئین ہیں۔

امہات المؤمنین سے صحابہ کرامؓ کا حسنِ سلوک

قرآنِ حکیم نے ازواج طاہرات کو امہات المؤمنین قرار دے کر ان کے احترام وعظمت کو اجاگر کیا ہے۔ صحابہ کرام ان سے بے حد احترام سے پیش آتے تھے اور ان سے حسن سلوک اپنے لیے سعادت اور اعزاز سمجھتے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنی جائیداد چالیس ہزار دینار میں فروخت کی اور اس رقم سے بنو زہرہ کے نادار افراد اور دیگر حاجت مند لوگوں کی اعانت کی اور اس میں سے امہات المؤمنین کی خدمت میں بھی ہدیے بھجوائے پس جب حضرت عائشہ صدیقہ کو ان کا حصہ ملا تو انہوں نے فرمایا:

Marfat.com

﴿من ارسل بهذا فقلت عبدالرحمن بن عوف فقالت: ان رسول اللہ ﷺ قال: ان الذی یحنو علی ازواجی من بعدی الصادق البار، سقی اللہ ابن عوف من سلسبیل الجنة﴾ (۵۶)

''یہ رقم کس نے بھجوائی؟ عرض کیا گیا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تو ام المؤمنینؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ شخص جو میری ازواج کے ساتھ، میرے بعد، حسن سلوک سے پیش آئے گا وہ سچا اور نیک ہوگا۔ ام المؤمنینؓ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تو عبدالرحمٰن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب فرما''

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ارادۂ ہجرتِ حبشہ

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ ابھی کم سن تھیں لیکن انہیں اتنا معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر روزانہ صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے چنانچہ جب مسلمانوں کو قریش کی اذیت رسانی حد سے بڑھنے لگی تو حضور ﷺ کی اجازت سے حضرت ابوبکرؓ ارض حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے تو ان کی ملاقات قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ہوئی تو اس نے پوچھا! اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ لہٰذا میں کرہ ارض کے ایسے حصے میں جا رہا ہوں جہاں سکون و اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کرسکوں۔ یہ سن کر ابن الدغنہ نے ابوبکر کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ لیا اور کفار قریش کے ممتاز لوگوں سے کہا:

﴿ان ابابکر لایخرج ولا یخرج مثله ان یکسب المعدوم ویصل الرحم و یحمل الکل و یقری الضیف ویعین علی نوائب الحق

Marfat.com

فانفذت قریش جوار ابن الدغنہ و امنوا ابابکر و قالوا لابن الدغنه: مرأبابکر ان یعبد ربه فی داره ولیصل ماشاء ویقرأ ماشاء لا یؤذینا ولا یستعلن بالصلاۃ والقراءۃ فی غیر داره﴾ (۵۷)

''ابوبکر یہاں سے ہجرت نہیں کرے گا اور ایسے شخص کو شہر چھوڑنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے جو غریبوں کی مدد کرے، صلہ رحمی سے کام لے کمزوروں اور ناتوانوں کی دقت برداشت کرے۔ مہمان نوازی کرے اور مشکلات میں لوگوں کے کام آئے۔ قریش نے اس بات کو قبول کیا کہ ابوبکر ابن الدغنہ کی حمایت میں رہ سکے گا۔ تاہم انہوں نے یہ شرط عائد کی کہ ابوبکر کو کہو کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرے لیکن اپنے گھر میں کرے صلہ رحمی کرے جو چاہے پڑھے لیکن ہمیں تنگ نہ کرے اور نماز اور قراءت اونچی آواز سے اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ نہ پڑھے۔''

یہ واقعہ تاریخ کی جملہ کتب میں مفصل بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اتنے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ حضرت ابوبکرؓ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کے معترف تھے۔

حجر بیت اللہ کا ہی حصہ ہے

ام المومنینؓ بیان فرماتی ہیں کہ میری آرزو تھی کہ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوکر وہاں نماز ادا کروں۔ تو رسول کریم ﷺ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر حطیم میں داخل فرما دیا اور فرمایا:

﴿اردتِ دخول البیت فصلی ھھنا فانما ھو قطعۃ من البیت ولکن قومک اقتصروا حین بنوہ﴾ (۵۸)

Marfat.com

''تو بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا چاہتی ہے پس یہیں نماز پڑھ لے کیونکہ یہ بیت اللہ کا ہی حصہ ہے لیکن تیری قوم نے جب اسے تعمیر کیا تو (تعمیراتی سامان (Building meterial) نہ ہونے کے سبب) یہیں تک اکتفا کیا۔

مندرجہ بالا تاریخی حقیقت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ نے اس کے تاریخ پسِ منظر پر روشنی ڈالی ہے کہ بیت اللہ شریف کی پہلی ہیئت تعمیر کیا تھی۔ کس طرح قریش نے ایک رومی تاجر سے لکڑی خریدی اور کعبۃ اللہ کی تعمیر نو کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ ایک خوفناک سانپ نمودار ہوا' قریش نے خشوع و خضوع سے دُعا کی تو ایک بڑا پرندہ ظاہر ہوا اور سانپ کی گردن کو اپنے پنجوں میں لے کر اسے ہلاک کر ڈالا چنانچہ قریش نے تعمیر کا آغاز کیا۔ اس تعمیر میں حضور ﷺ نے بھی جب آپ کم سن تھے حصہ لیا تھا۔ (گویا یہ واقعہ فیل کی طرح ارہاص یعنی حضور ﷺ کا پیشگی معجزہ تھا۔)

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿لو لاحداثة عهد قومک بالکفر لهد متها فانهم تر کوامنها سبع اذرع فی الحجر' قصرت بهم النفقة و الخشب﴾ (۵۹)

''اگر تمہاری قوم کا کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام سے مشرف ہونے کا زمانہ اتنا قلیل نہ ہوتا یعنی یہ لوگ ابھی ابھی اسلام میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو میں اس عمارت کو گرا کر از سر نو پرانی ہیئت پر تعمیر کرتا کیونکہ انہوں نے حجر کا سات ہاتھ حصہ تعمیر میں اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کے پاس اخراجات اور لکڑی کی کمی واقع ہو گئی تھی۔''

Marfat.com

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز اچانک آپ ایسے وقت تشریف لائے جو آپ کے معمول کے خلاف تھا تو ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا اس وقت تشریف لانا انتہائی اہم امر کی غمازی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا لوگوں کو باہر بھجوا دیں۔ ابوبکر نے عرض کیا گھر میں اور لوگ نہیں ہیں یہ میری بیٹیاں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکر نے مصاحبت اور رفاقت کی آرزو کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿نعم' الصحبة فلقد رأيت ابابكر يبكى من الفرح﴾ (٦٠)

''ہاں' تم میرے رفیق سفر ہو گے اور میں نے دیکھا کہ ابوبکر کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گے۔''

اور پھر ہجرت نبوی کا مشہور واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کے موقع پر ابوبکرؓ کی امامت صلوٰۃ:

ام المومنینؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علالت کی حالت میں فرمایا میری طرف سے ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان ابا بکر اذا قام مقامک لم يسمع الناس من البكاء فامر عمر فليصل بالناس کہ ابوبکر (رقیق القلب ہیں) جب وہ آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو ان کے رونے کی وجہ سے لوگ کچھ نہ سن سکیں گے۔ آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیجیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: مروا ابا بکر فليصل بالناس میں نے پھر وہی بات دہرائی۔ آپ نے تیسری بار فرمایا: مروا ابا بکر فليصل بالناس. تو میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کریں کہ ابوبکر جب آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو ان کے رقیق القلب ہونے کی وجہ سے لوگ سن نہ سکیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے یہ

Marfat.com

بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿مروا ابابکر فلیصل بالناس. فالکن صوا حب یوسف. فقالت حفصة مارأیت منک خیراقط ابدا. فخرج ابوبکر یوم الناس فلما کبر ابوبکر خرج رسول اللهﷺ فذهب ابوبکر یتاخر فاشار الیه رسول اللهﷺ ان امکث مکانک فمکث مکانه............. الخ﴾ (٦١)

''ابوبکر کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بیشک تم حضرت یوسف کے واقعہ کی عورتوں کی طرح ہو تو حضرت حفصہ نے کہا میں نے آپ سے بڑھ کر کبھی بھی بھلائی کرنے والی شخصیت نہیں دیکھی۔ انجام کار ابوبکر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے مصلے پر کھڑے ہوئے جب انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی تو رسول کریم ﷺ بنفس نفیس تشریف لائے۔ ابوبکر نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو حضور نے اشارہ سے انہیں فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، چنانچہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہے۔''

چنانچہ حضور ﷺ ابوبکر کے پاس ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے اور ابوبکر حضور ﷺ کی اقتدا میں اور لوگ ابوبکر کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ نماز مکمل ہوگئی۔

رحلت ابوبکر صدیقؓ

ام المومنینؓ اپنے والد ماجد ابوبکر الصدیق کی رحلت کا واقعہ بیان کرتی ہیں:

جب ان کی وفات کا وقت تھا تو میں نے بے چینی کے اظہار کے لیے ایک شعر پڑھا تو ابوبکرؓ نے فرمایا:

﴿یابنیة! لا تقولی هکذا ولکن قولی "وجاءت سکرة الموت بالحق

Marfat.com

ذلک ما کنت منه تحید' ثم قال فی کم کفن رسول اللهﷺ فقلت: فی ثلاثة اثواب' فقال اکفنونی فی ثوبی هذین واتسرو الیها ثوبا جدیدا' فان الحی أفقر الی الجدید من المیت﴾ (۶۲)

''میری پیاری بیٹی! ایسا نہ کہو بلکہ یہ کہو (قرآنی آیت سورۃ ق ۱۹) سکرات موت کا آنا حق اور ضروری ہے۔ یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا پھر انہوں نے استفسار کیا۔''رسول کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں کو کفن دیا گیا تھا؟ میں نے جواباً کہا: تین کپڑوں کا' تو انہوں نے فرمایا مجھے ان دو کپڑوں (مستعملہ) اور ایک نئے میں کفنا دینا کیونکہ مردے کے مقابلے میں زندہ شخص کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔''

شہادتِ عثمانؓ کی پیشین گوئی اور ان کو صبر کی تلقین

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آ جائے تو میں اس سے تذکرہ کروں۔ میں نے گمان کیا کہ آپ کی مراد ابوبکر ہیں۔ میں نے عرض کیا! کیا میں آپ کے لیے ابوبکر کو بلاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا! کیا میں آپ کے لیے عمر کو بلاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا! کیا میں آپ کے لیے علی کو بلاؤں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا! عثمان کو بلاؤں تو آپ نے فرمایا! ہاں' چنانچہ ام المؤمنین نے حضرت عثمان کو بلا بھیجا جب وہ گھر تشریف لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم الگ چلی جاؤ۔ چنانچہ میں وہاں سے ہٹ گئی۔ حضرت عثمانؓ آپ کے قریب ہو گئے حتی کہ ان کا گھٹنا حضور ﷺ کے گھٹنے سے مس ہونے لگا۔ آپ حضرت عثمانؓ سے باتیں کرتے جاتے تھے اور ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا' پھر آپ نے فرمایا اب جاؤ اور حضرت عثمانؓ چلے گئے۔ ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں جب

Marfat.com

ان کی شہادت کے موقع پر لوگوں نے کہا:

﴿ألا تقاتل فقال ان رسول الله ﷺ عهد الی عهداً سأصبر علیه﴾ (٦٣)

''آپ ان سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ تو حضرت عثمان نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا لہٰذا میں اس امر پر صبر سے کام لوں گا۔''

قارئین کرام نے ام المؤمنین کے علمی مقام کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد اور ممتاز سکالرز کے چند ارشدات ملاحظہ فرمائے اور اس امر سے بھی بخوبی آگاہ ہوئے کہ حضرت عائشہؓ سے ۲۲۰۰ بائیس صد سے زائد احادیث مروی ہیں۔''مسند عائشہ'' کی ۱۱۳۸ احادیث میں سے ایک صد کے لگ بھگ جو زیرِنظر تصنیف میں پیش کی گئی ہیں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان پیش کردہ احادیث میں کس قدر تنوع ہے! اسلامی قانون کی ایک موٹی سی تقسیم یوں کی گئی ہے۔

۱۔عبادات ۲۔معاملات ۳۔مناکحات ۴۔تعزیرات

حضرت عائشہؓ سے کل مروی احادیث کا فقط ۵ فیصد حصہ یعنی سو کے لگ بھگ احادیث قارئین کرام کی نظر سے گزریں۔ اس ۵ فیصد میں عبادات' معاملات' مناکحات اور حدود و تعزیرات سے متعلق کتنی اہم معلومات حضور اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے ام المؤمنین کے ذریعے سے ہم تک موصول ہوئیں۔ اگر بقیہ ۹۵ فیصد احادیث کا بھی بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو دین کے فہم میں کتنی آسانی اور روشنی و رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے اور تاریخ اسلام اور سیرت کے کتنے گوشے منور ہو سکیں گے۔

عبادات

طہارت: اسلام دین فطرت ہے۔ دانتوں کی صفائی حفظانِ صحت کا ایک اہم اصول

Marfat.com

ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے:

"السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب" (۶۴)

"مسواک منہ کی صفائی اور طہارت رب کریم کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔"

حضرت فاطمہ بنت حبیش نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا:

﴿انی استحاض فلااطھر أفادع الصلاۃ؟ فقال! توضی لکل صلاۃ وصلی﴾ (۶۵)

"مجھے مسلسل حیض آتا ہے اور کبھی پاک نہیں ہوتی (یعنی ایام کا معمول گزرنے کے بعد بیماری کے سبب) کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں۔ تو آپ نے فرمایا ہر نماز کے لیے نیا وضو کرلیا کرو اور نماز ادا کرلو۔"

ایک عورت نے ام المؤمنین سے دریافت کیا:

﴿اذا حاضت احدانا ثم طھرت اتقضی الصلاۃ؟ فقالت کنا مع رسول اللہ ﷺ فکانت احدانا تحیض ثم تطھر فلا یأمرنا بالقضاء ولا نقضیہ﴾ (۶۶)

"جب کوئی عورت حائضہ ہوتی ہے پھر طہارت حاصل کر لیتی ہے تو کیا اسے اس درمیانی عرصے کی نمازوں کو قضا کرنا چاہیے۔ تو ام المؤمنین نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہم رسول خدا کے ساتھ ہوتی تھیں اور جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور پھر طہارت حاصل کر لیتی تو حضور ﷺ نے کبھی بھی ہمیں درمیانی عرصے کی نمازوں کے قضا کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ہم ان نمازوں کو قضا کیا کرتیں۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ دوران سفر قیام کرنا پڑا نہ تو اس جگہ پانی موجود تھا اور نہ ہی ہمارے پاس پانی موجود تھا۔ صحابہ کرام ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور

Marfat.com

وہ حضرت عائشہ کے پاس پہنچے (کہ نماز کا وقت ہے اور پانی موجود نہیں) فرماتی ہیں:

﴿فانزل اللہ عزوجل آیۃ التیمم فقال أسیدبن حضیر ما ھذا بأول برکتکم یا آل ابی بکر﴾ (٦٧)

''اللہ تعالیٰ نے تیمم کی اجازت والی آیت نازل فرمائی تو اسید بن حضیر نے ابوبکر صدیقؓ کے گھرانے کی برکتوں کی تعریف کی۔''

ام المؤمنینؓ سے دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل واجب کا طریق کار کیا تھا تو آپ نے مختصر اور جامع انداز میں بیان فرمایا۔ (اور یہی معروف طریق امت مسلمہ میں مروج چلا آ رہا ہے۔ (٦٨)

صلاۃ: طہارت جو عبادت کے لیے ذریعہ اور وسیلہ ہے اس کے بارے میں چند امور کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اب صلاۃ کے بارے میں ان روایات میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے امت مسلمہ کی دینی تعلیم اور آگہی کے لیے بیان فرمائیں۔

ام المؤمنین نے نماز کی فرضیت کے بارے میں کتنے اہم پہلو سے آگاہ فرمایا:

﴿اول ما فرضت الصلاۃ رکعتین فلما ھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ زیدت رکعتان اخریان و ترکت الرکعتان الاولیان فی السفر الاالفجر فانہ یطال فیھما القراءۃ﴾ (٦٩)

''یعنی ظہر، عصر اور عشا کی نمازیں بھی ابتدا میں دو دو رکعتیں تھیں اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی تو مزید دو رکعتوں کا اضافہ ہو گیا اور پہلی صورت یعنی دو دو رکعتیں حالت سفر میں جاری رہیں، سوائے نماز فجر کے کہ اس میں قراءت کو طول دیا جاتا ہے۔''

ایک سوال کے جواب میں ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتوں کو

Marfat.com

سرّی طور پر پڑھتے اور ان دو رکعتوں میں سورہ "قل یایھا الکافرون" اور "قل ھو اللہ احد" پڑھا کرتے۔ (۷۰)

ایک سوال کے جواب میں وتر کی نماز کے بارے میں حضور ﷺ کا معمول بیان کرتے ہوئے ام المومنینؓ نے ارشاد فرمایا کہ آپ پہلی رکعت میں سورہ الاعلی دوسری میں الکافرون اور تیسری رکعت میں سورہ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرتے تھے۔ (۷۱)

حضرت عروہؓ ام المومنینؓ سے روایت کرتے ہیں:

﴿کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن﴾ (۷۲)

"یعنی رسول کریم ﷺ (تہجد سے فراغت کے بعد) جب صبح کی دو رکعتیں (فجر کی دو سنتیں) ادا فرماتے تو دہنے پہلو پر تھوڑی دیر لیٹ کر آرام فرماتے۔"

ایک صحابہ کے استفسار پر ام المومنین نے نماز کی ہیئت اور اس کے ادا کرنے کا مفصل طریقہ (جو معروف و مروج چلا آ رہا ہے) جامع انداز میں بیان فرمایا۔ (۷۳)

ایک شب اچانک آنکھ کھلنے پر ام المومنین نے حضور ﷺ کو اپنے پاس موجود نہ پایا۔ بے چینی سے تلاش میں نکلیں تو آپ کو جنت البقیع میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا میں مشغول پایا۔ حضور ﷺ نے شب براءت کی اہمیت بیان فرمائی:

﴿اذا کان لیلة النصف من شعبان انزل الرب تبارک و تعالیٰ الی السماء الدنیا فیغفر من الذنوب اکثر من عدد شعر غنم کلب﴾ (۷۴)

"یعنی جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا پرتو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مشہور قبیلہ کلب کی کثیر

Marfat.com

بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔"

ام المومنینؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا تو آپ نے طویل نماز خسوف ادا فرمائی۔ آپ نے جامع انداز میں پورا طریق کار بیان فرمایا جو امت مسلمہ میں مروج چلا آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دیا اور ان عقائد باطلہ کا رد فرمایا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن کسی فرد کی موت یا زندگی کی وجہ سے واقع ہوتا ہے اس لیے جب تم دیکھو تو نماز پڑھو، صدقہ خیرات کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿یا امة محمد! لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیرا﴾ (۷۵)

"اے امتِ محمد ﷺ! اگر تم وہ باتیں جانتے جو میرے علم میں ہیں تو تم بہت کم ہنستے اور اکثر روتے رہتے۔"

ام المومنینؓ نے نماز کو پورے ہوش و حواس اور اہتمام سے ادا کرنے کے حوالے سے رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بیان فرمایا:

﴿ذا نعس احدکم و ھو یصلی فلیر قدفان احدکم اذا صلی وھو ینعس لعله یرید ان یستغفر فلا یدری فیسب﴾ (۷۶)

"جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگے اور وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو تو اسے سو جانا چاہیے کیونکہ جب کوئی تم میں سے نماز میں اونگھنے لگتا ہے اور وہ اردہ تو یہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ سے مغفرت مانگے جب کہ اس کی زبان پر نازیبا الفاظ آ جاتے ہیں۔" گویا شیطان کی وسوسہ اندازی سے بچنے کے لیے نماز پوری احتیاط سے ادا کرنی چاہیے۔

Marfat.com

نمازِ تراویح

نماز تراویح کے آغاز اور اس کے پس منظر بیان کرتے ہوئے کہ کس طرح حضور ﷺ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائی اور لوگ اس کثرت سے شریک ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی۔ ام المؤمنینؓ کے حوالے سے حضرت عروہ بن الزبیر بیان کرتے ہیں:

﴿حتی کان فی خلافة ابی بکر الصدیق وصدراً من خلافة عمر حتی جمعهم عمر علی ابی بن کعب فقام بهم فی رمضان فکان ذلک اول اجتماع الناس علی قاری واحد فی رمضان﴾ (۷۷)

''خلافت صدیقی میں اور خلافت فاروقی کے آغاز میں نماز تراویح لوگ الگ الگ پڑھتے رہے۔ حتی کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے باجماعت نماز تراویح پڑھائی اور یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا چنانچہ یہ لوگوں کا پہلا اجتماع تھا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں ایک ہی قاری کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کی۔''

زکوٰۃ

ام المومنینؓ نے خیبر کے علاقے کے مالی امور بیان کرتے ہوئے فرمایا: رسول اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر بھجواتے وہ کھجور کا جب کہ وہ پھل دینے کے قابل ہوتی اور ابھی اس سے کچھ کھانے کے لیے اتارا نہ گیا ہوتا اندازہ کراتے پھر یہود کو اس امر کا اختیار دیتے کہ وہ اتنی رقم ادا کر دیں یا کھجور کا مقررہ حصہ عہد و پیمان کے مطابق عامل کے سپرد کر دیں۔ ام المومنین اس کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتی ہیں:

Marfat.com

﴾انما كان يفعل ذلک کی تحصی الزکاة قبل ان یؤکل التمر﴿ (۷۸)

''حضور ﷺ یہ اہتمام اس لیے فرماتے تاکہ کھجور اتارنے اور کھانے کے لیے استعمال میں لانے سے قبل زکوٰۃ کو جمع کیا جا سکے۔''

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا (انفاق فی سبیل اللہ) کی اہمیت قرآن حکیم میں بکثرت آیات میں بیان کی گئی ہے تاکہ فرزندان توحید کو رغبت ہو اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی اطاعت میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور برکت حاصل کریں۔

ام المومنینؓ نے بیوی کے اپنے خاوند کے مال سے خرچ کرنے کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا:

﴾اذا أنـفـقـت المرأة من مال زوجها غير مفسدة كان لها اجرها وله مثله﴿ (۷۹)

''جو عورت اپنے شوہر کے مال سے معروف طریقے کے مطابق اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو اسے اس کا اجر ملے گا اور خاوند کو بھی اس کی مانند الگ اجر عطا ہوگا۔''

حضرت بریرہؓ کو جب غلامی سے نجات ملی اور وہ آزاد ہو گئیں تو کچھ لوگوں نے اسے زکاۃ و صدقات سے مالی اعانت شروع کر دی اب وہ لوگ جو زکاۃ و صدقات کا مال استعمال میں نہیں لاتے کیا وہ ایسی خاتون کا دیا ہوا ہدیہ یا تحفہ قبول کر سکتے ہیں؟ ام المومنین نے اس مسئلے کی وضاحت فرماتے ہوئے بیان کیا:

﴾وكان الناس يتصدقون على بريرة فتهدى لنامنه. فقال: رسول اللهﷺ فانه عليها صدقة ولناهدية﴿ (۸۰)

''لوگ بریرہ کو صدقات پیش کرتے تو بریرہ اس صدقے میں سے

Marfat.com

ہمیں ہدیہ اور تحفیہ پیش کرتیں تو حضور ﷺ نے اس شرعی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بریرہؓ کے لیے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔"

صوم

ام المومنینؓ نے بیان فرمایا:

ایک صحابی نے حضور ﷺ سے استفسار کیا کہ "میں باقاعدگی سے روزہ رکھنے والا شخص ہوں کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟" تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "ان شئت فصم وان شئت فافطر" (۸۱) کہ "اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو روزہ چھوڑ دے۔" گویا مومن کو رحمت دو عالم ﷺ نے اس امر کا اختیار دیا کہ وہ سفر خوشگوار ہونے اور آئندہ قضا کرنے سے بچنے کے لیے روزہ رکھ لے تو بھی مناسب ہے اور اگر سفر کی ناخوشگواری یا کوئی مصلحت مانع ہو تو روزہ چھوڑنے میں رحمت بھری شریعت رکاوٹ نہیں بنتی وہ رخصت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ام المؤمنینؓ بیان فرماتی ہیں:

رمضان المبارک کی انتہائی عظمت والی رات' لیلۃ القدر کے بارے میں حضور ﷺ نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہونے کے لیے ترغیب اور تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان﴾ (۸۲)

"لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔"

رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے لیے بالخصوص پورے اہتمام سے' یکسو ہو کر لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کے لیے حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ

Marfat.com

بیان کرتے ہوئے ام المومنینؓ نے ارشاد فرمایا:

﴿کان رسول اللهﷺ یعتکف العشر الاواخر من شهر رمضان حتی قبض الله اليه و ازواجه من بعد﴾ (۸۳)

''رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں آخری عشرے میں' اعتکاف فرمایا کرتے تھے حتی کہ وہ خالق حقیقی اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور ان کے بعد آپ کی ازواج مطہرات آپ کی اتباع میں اعتکاف کیا کرتیں۔''

قرآنِ حکیم جو ایک زندہ اور روشن معجزہ ہے رمضان المبارک کے مہینے میں نازل ہوا۔ ایسی عظیم اور مقدس کتاب جو کامل و مکمل ضابطہ حیات ہو اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کی نشاندہی کرنے والی ہو' کے نزول پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے لیے دن میں روزہ اور رات کو عبادت کی جاتی ہے۔ ام المؤمنینؓ نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا:

''مسجد نبوی میں' رمضان المبارک کے مہینے میں ایک رات حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی' آپ کے صحابہ کرامؓ میں سے بھی کچھ لوگ شریک ہوئے پھر دوسری رات کو آپ نے نماز ادا فرمائی' اب پہلے سے بھی زیادہ لوگوں نے شمولیت کی۔ پھر تیسری اور چوتھی رات یہی معمول رہا۔ حتیٰ کہ لوگ ''نماز'' ''نماز'' کی ندا بلند کرتے ہوئے اپنے شوق و ذوق کا اظہار کرنے لگے لیکن آپ پھر بھی مسجد میں تشریف نہ لائے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی:

﴿یا رسول الله! جعل الناس ینتظرونک البارحة فلم تخرج. قال: انه لم يخف على مكانهم ولكني خشيت ان تكتب عليهم﴾ (۸۴)

''یا رسول اللہ! لوگ کل آپ کا (بے چینی سے) انتظار کرتے رہے لیکن

Marfat.com

آپ باہر تشریف نہ لائے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کا ذوق و شوق مجھ سے پوشیدہ نہ تھا۔ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری امت پر یہ فرض نہ کر دی جائے۔"

گویا صحابہ کا ذوق و شوق بجا لیکن فرض کی صورت میں امت مسلمہ پر دشوار ہوگی۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سنت کا درجہ دیا تاکہ فیوض و برکات بھی حاصل ہوتے رہیں اور (لازمی) فرض و واجب کی سخت پابندی بھی نہ رہے۔

حج: ارکان اسلام میں حج کی اہمیت محتاج تعارف نہیں۔ حج چونکہ استطاعت رکھنے والے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر زندگی میں ایک بار ادا کرنا لازم ہے۔ لہٰذا خصوصی طور پر مناسک حج ادا کرنے میں عورتوں کے خصوصی مسائل سے پوری آگہی اور حج کے آداب کی تربیت دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جملہ ازواج مطہرات کو شرف رفاقت بخشا اور سفر حج میں سب کو شامل فرمایا۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

﴿خرجنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی عام حجة الوداع﴾

"یعنی ہم سب ازواج النبی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر شریک سفر ہوئیں۔"

حضرت عائشہؓ کو یوم عرفہ کے روز ایام (menses) کی کیفیت پیش آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے ابھی عمرہ مکمل نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عمرہ کی تکمیل چھوڑنے اور حج کی تکمیل کا حکم فرمایا۔ حج کے مناسک مکمل ہو گئے اور ام المومنین اس کیفیت سے فارغ ہو چکی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بھائی عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ بھیجا اور اور میں نے عمرہ کا احرام میقات سے باندھا تو:

﴿فقضی الله حجها و عمرتها ولم يكن فی ذلك هدی ولا صيام ولا صدقة﴾ (۸۵)

Marfat.com

"یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حج کا فریضہ بھی ادا ہوگیا۔ عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوگئی اور الحمدللہ نہ قربانی کی ضرورت پیش آئی نہ روزے رکھنے پڑے اور نہ ہی صدقہ ادا کرنا واجب ہوا۔"

حج کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ حج کے دوران تلبیہ یعنی لبیک کے روح پرور جملے جب فضا میں ارتعاش پیدا کرتے ہیں تو سننے والے ایک وجد آفرین کیفیت محسوس کرتے ہیں۔ یہ طریق کار ام المؤمنینؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں:

﴿انی لأعلم کیف کان رسول اللہ ﷺ یلبی﴾

"میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تلبیہ کیسے ادا فرماتے۔ پھر تلبیہ کے معروف الفاظ بیان فرمائے۔"

﴿لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک﴾ (۸۶)

مناسک حج اور آداب عمرہ میں طواف اور سعی کی مشروعیت اور حکمت کو بیان کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں:

﴿انما جعل الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروة لاقامة ذکر اللہ﴾ (۸۷)

"بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو اس لیے مشروع کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا قیام عمل میں آئے۔"

مناسک حج میں خواتین کے خصوصی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ام المؤمنین نے حضور ﷺ کا ارشاد بیان فرمایا:

﴿تقضی الحائض المناسک کلھا الا الطواف بالبیت﴾ (۸۸)

"کہ وہ عورت جو ایام (menses) کی کیفیت سے گزر رہی ہے وہ اپنے حج کے سارے مناسک ادا کرسکتی ہے لیکن بیت اللہ کا طواف اس حالت میں نہیں کرسکتی۔"

Marfat.com

مناکحات

نکاح: نکاح انسانی تمدن کا سنگ بنیاد ہے اسی سے خاندان بنتے ہیں۔ پھر قبیلے اور پھر انسانی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ نسب محفوظ ہوتے ہیں اور ازدواجی زندگی کی مسرتوں سے بہرہ ور ہونے کا مواقع میسر آتے ہیں اس طبقے سے قطع نظر جو حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر جانوروں کی طرح ہر قسم کی قید و بند سے آزاد زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ باقی انسانی طبقوں میں نکاح کا تصور اور معمول ہزاروں برس سے مروج چلا آ رہا ہے۔ اسلام میں نکاح کو بے حد اہمیت حاصل ہے جو محتاجِ تعارف نہیں۔ قرآنِ حکیم میں منزلی زندگی (Family Life) کو بڑی صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔

اِذنِ نکاح: بعض اقوام میں نکاح کلی طور پر والدین اور سرپرستوں کے دائرہ اختیار میں ہے لیکن اسلام نے اس کے لیے اذن (consent) اور ایجاب و قبول کو لازمی قرار دیا ہے تاکہ زندگی بھر کی رفاقت سوچ سمجھ کر پورے شعور اور ادراک سے اختیار کی جائے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ لڑکی کا نکاح جو اس کے گھر والے انجام دیتے ہیں کیا لڑکی سے بھی اجازت لینی چاہیے یا نہیں؟ تو رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

﴿نعم' قلنا فانها تستحی فتسکت فقال رسول الله ﷺ فذاک اذنها﴾ (۱۸۸الف)

''اجازت لینی چاہیے۔ ہم نے عرض کیا کہ لڑکی شرماتی ہے اور خاموش رہتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہی (اس کا خاموش رہنا) اس کی اجازت ہے۔''

Marfat.com

ولایت نکاح: لڑکی اگر صغیرہ ہو یعنی بلوغ کی عمر نہ پہنچی ہو تو اس کے نکاح کی اجازت اس کا ولی (Guardian) دیتا ہے۔ اسے ولایت نکاح کہا جاتا ہے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل فان اشتجروا فالسلطان ولی من لاولی له﴾ (۸۸ب)

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل (invalid) قرار پائے گا۔ اگر (اصل ولی کی غیر موجودگی کی وجہ سے) مختلف سرپرستوں میں تنازعہ اور اختلاف ہو جائے تو جس کا ولی نہ ہو وہاں کا مسلمان حکمران اس کا ولی شمار ہوگا۔''

تفویض طلاق: بعض دفعہ میاں بیوی میں کسی امر پر اختلاف واقع ہو جاتا ہے۔ شوہر بیوی کا مطالبہ پورا نہیں کر سکتا اور اسے اس بات کا اختیار دے دیتا ہے کہ اگر وہ ان حالات میں رہنا گوارا نہیں کرتی تو اسے طلاق یا الگ ہونے کا خیار (option) ہے۔ اگر بیوی اس مطالبے سے دستبردار ہو جائے تو کیا خاوند کے دیئے ہوئے اختیار سے ازخود طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ (آیات تخییر کے حوالے سے قرآن حکیم میں اس کی تفصیل آئی ہے اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ازواج طاہرات کو اختیار دیا:

﴿خیرنا رسول الله ﷺ فاخترناه فلم یعد طلاقا﴾ (۸۹)

''ہمیں (یعنی سب ازواج کو) رسول اکرم ﷺ نے اختیار دیا پس ہم سب نے رسول اکرم ﷺ کو ہی اختیار کر لیا (یعنی اپنے مطالبے سے

Marfat.com

دستبردار ہو گئیں اور حضور کے ساتھ فقر و فاقہ کی زندگی کو ترجیح دی، پس اس اختیار کو طلاق قرار نہ دیا گیا۔"

ام المومنینؓ کے اس ارشاد سے ان کی اجتہادی بصیرت ثابت ہوتی ہے۔

خیارِ عتق: اسلام وہ دین رحمت ہے جس نے امت مسلمہ کو غلاموں کو غلامی سے آزادی کرنے کی مختلف ترغیبات دیں، اسے کفارہ قرار دیا۔ نیکی سمجھ کر غلام کے آزاد کرنے کو اللہ کی رحمت اور برکت کا موجب قرار دیا۔ اگر کسی عورت کو جو غلامی کی زندگی گزار رہی ہو اور اس کے آقا نے اس کا نکاح کر دیا ہو آزادی کی نعمت میسر آ جائے تو کیا ایسی عورت جو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ آقا کی مرضی سے نکاح میں دی گئی آزادی حاصل ہونے کے بعد کوئی اختیار حاصل ہوگا یا نہیں کہ اب وہ اپنی مرضی سے کسی سے نکاح کرے۔

ام المومنینؓ بیان کرتی ہیں کہ بریرہؓ کو جب آزادی ملی تو:

﴿وخيرها رسول الله ﷺ زوجها فاختارت نفسها﴾ (۹۰)

"رسول اللہ ﷺ نے بریرہؓ کو اختیار دیا کہ خواہ وہ اپنے پہلے شوہر (جس کے نکاح میں اس کے آقا نے دیا تھا) کے پاس رہے یا الگ ہو جائے تو بریرہ نے الگ ہو جانا اختیار کیا۔ (یعنی الگ ہو کر اس نے اپنی مرضی سے نکاح کرنے کو ترجیح دی)"

عدت: نکاح ایک نعمت ہے جس سے ازدواجی زندگی کی مسرتیں میسر آتی ہیں۔ لہٰذا خاوند کے فوت ہونے پر عدت وفات اور کسی وجہ سے طلاق ہو جانے پر عدت طلاق گزارنے کا حکم قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ عدت کا یہ زمانہ انتظار گزارنے میں بہت سی حکمتیں ہیں جو اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔

ام المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لايحل لامرأة ان تحد على امرءٍ اكثر من ثلاث الا على زوجها.﴾ (۹۱)

Marfat.com

''کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کا سوگ تین روز سے زیادہ منائے سوائے اپنے خاوند کے (یعنی خاوند کی عدت کے دوران وہ آرائش وزیبائش سے اجتناب کرے۔)''

تعزیرات

کوئی بھی انسانی معاشرہ ایسا نہیں جہاں جرائم نہ ہوں۔ اسلام دین فطرت ہے اس نے ایسی حکیمانہ سزائیں تجویز کی ہیں جن کو نافذ کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آئے' لیکن ان سزاؤں کی ہیبت سے لوگ جرم کرنے سے کافی حد تک خوفزدہ رہیں اور یوں معاشرے میں جرم کم سے کم واقع ہو۔

سرقہ: ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے چوری کا نصاب بیان فرمایا: یعنی قرآن حکیم کے مطابق چور کے ہاتھ کاٹے جائیں لیکن سوال یہ ہے کہ کم از کم کتنا مال چرائے جس پر اس کے قطع ید کی سزا دی جائے۔

﴿ان رسول الله ﷺ کان یقطع فی ربع دینار فصاعداً﴾ (۹۲)

''حضور ﷺ کم از کم ربع دینار یعنی دینار کے چوتھے حصے کی مالیتی شے چرانے یا اس سے زیادہ مالیت کی شے چرانے پر قطع ید کی سزا دیا کرتے تھے۔''

اسلام' مغربی اقوام یا ہنود کی طرح انسانی طبقات میں فرق و امتیاز روا نہیں رکھتا۔ بلکہ اسلامی قانون کے مطابق مجرم شاہ ہو یا گدا' معزز ہو یا عام شہری ہو ہر صورت میں یکساں طور پر سزا کا مستحق ہوگا۔ یہ عدل کا وہ عدیم النظیر پہلو ہے جس نے اسلامی قانون کو دنیا کے تمام قوانین پر فوقیت بخشی ہے۔

ام المومنینؓ بیان کرتی ہیں کہ قریش میں بنومخزوم کے قبیلے کو بڑی عزت و وقار کی

Marfat.com

نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ایک مخزومی عورت نے چوری کا ارتکاب کیا۔ لوگ بڑے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے پاس اس عورت کی سفارش کس سے کروائی جائے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ فقط اسامہ بن زید ہیں جو حضور ﷺ کے خاص طور پر منظور نظر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسامہ سے درخواست کیا ور اسامہؓ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں سفارش کر ڈالی تو (قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے) عدل وانصاف کا سبق دینے والے عادل نبی نے فرمایا۔

﴿یا اسامه ! أتشفع فی حد من حدود الله؟ والله لو ان فاطمه بنت محمد سرقت، لقطعت یدها﴾ (۹۳)

''اے اسامہ! کیا تو اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد اور سزا کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ قسم بخدا، اگر فاطمہ، محمد کی بیٹی بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کو بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا۔''

ایک دوسری روایت میں ام المومنین مزید وضاحت سے اس واقعہ کو بیان کرتی ہیں۔

﴿فقال له أتشفع فی حد من حدود الله؟ ثم قام رسول الله ﷺ یخطب الناس فقال: انما اهلک الذین کانوا قبلکم ان الشریف اذا سرق فیهم ترکوه و اذا سرق فیهم الضعیف حدوه و ایم الله لو ان فاطمه بنت محمد سرقت لقطعت یدها.﴾ (۹۴)

''آپ ﷺ نے اسامہؓ کو فرمایا: کیا تو اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود میں سے ایک حد اور سزا کے بارے میں سفارش کرتا ہے۔ پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بے شک تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کا ارتکاب کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی غریب اور کمزور شخص چوری کر لیتا تو

Marfat.com

اس پر حد جاری کرتے۔ قسم بخدا اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی سزا کے طور پر کاٹ ڈالتا۔

قتل یا موت کی سزا

اسلام میں انسانی خون کی حرمت بیان کی گئی ہے تا کہ معاشرے میں قتل کی وارداتیں کم سے کم واقع ہوں۔ ام المؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بیان فرماتی ہیں:

﴿لا یحل دم رجل الاثلاثه' رجل قتل فقتل اور جل زنا بعد الاحصان او ارتد بعد اسلامه﴾ (۹۵)

''کسی شخص کا خون ہرگز نہ بہایا جائے سوائے ان تین صورتوں کے:

۱۔ کسی شخص نے دوسرے کو قتل کیا تو اس کے بدلے اس قاتل کو قتل کیا جائے۔

۲۔ کسی شادی شدہ شخص نے بدکاری کا ارتکاب کیا تو اسے رجم کیا جائے حتیٰ کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔

۳۔ کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے۔

شراب اور نشہ آور اشیاء:

نشہ آور اشیاء کا استعمال معاشرے میں جرائم کا بہت بڑا سبب بنتا ہے۔ دنیا کی بعض اقوام میں مذہبی طور پر شراب کے استعمال کا جواز ہے لیکن اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے اس ناپاک اور انتہائی مضر شئے کو حرام قرار دیا تا کہ فرزندانِ توحید جنہیں حلال و حرام میں فرق و امتیاز بتایا گیا ہے اسے حرام سمجھ کر اس سے کلی اجتناب کریں اور یوں انسان اور انسانی معاشرہ اس کے سنگین نقصانات سے محفوظ رہے۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ آئے' اپنے ہاں ایک مروج مشروب کے بارے میں دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بنیادی اصول بیان فرمایا:

Marfat.com

﴿فقال رسول الله ﷺ كل مسكرٍ حرام﴾ (۹۶)

''رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور شے حرام ہے۔''

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لاتنبذوا فی الجر ولا فی الدباء ولا فی المزفت ولا فی النقیر فکل شراب مسکر فهو حرام﴾ (۹۷)

''جر' دبا' مزفت' نقیر (وہ برتن ہیں جن میں نبیذ بنائی جاتی تھی) کی نبیذ استعمال میں نہ لاؤ ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہے حرام ہے۔''

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر حضور ﷺ نے کسی شراب کے بارے میں نہ تو سوال پر نہ خود نام لے کر' بلکہ اصولی طور پر یہ بیان فرمایا:

﴿کل شراب اسکر فهو حرام﴾ (۹۸)

''ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو پس وہ حرام ہے۔''

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہم خود شراب کو حرام جانتے ہوئے تو اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے' لیکن اگر اسے مال تجارت کے طور پر خرید وفروخت کر لیں تو اس میں کچھ ہرج نہیں۔

برطانیہ میں راقم الحروف کو خود ایسے تاجروں سے ملنے کا موقع ملا ہے جنہوں نے (Muslim Economy) یعنی دیارِ غیر میں اسلامی معیشت کے حوالے سے دلائل بھی دیئے تو بفضلہ تعالیٰ انہوں نے گفتگو کے بعد اس کی تجارت کی حرمت کو تسلیم کیا۔

ام المؤمنین بیان فرماتی ہیں:

﴿فلما نزلت الآیات من أواخر سورة البقرة' خرج رسول الله ﷺ فاقترأهن علی الناس ثم نهی عن التجارة فی الخمر﴾ (۹۹)

''جب سورۂ بقرہ کے آخری نصف کی آیات نازل ہوئیں تو رسول

Marfat.com

کریم ﷺ بنفس نفیس خود باہر نکلے لگوں کو ان آیات سے آگاہ کیا اور پھر شراب کی تجارت کرنے سے انہیں منع فرما دیا۔“

متفرق مسائل

ام المؤمنینؓ مکثرین صحابہ میں سے ہیں اور آپ سے ۲۲۰۰ (دو ہزار دو سو) سے زائد احادیث مروی ہیں جن میں سے ۱۶۸ احادیث کا ذکر ہو چکا ہے اب ان میں سے فقط چند ایک احادیث جن میں متفرق مسائل بیان کیے گئے ہیں، قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش کی جا رہی ہیں جس سے ان کی علمی اور فقہی بصیرت کا قدرے اندازہ ہو سکے گا۔

آدابِ طعام

کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا سنت اور خیر و برکت کا موجب ہے۔ لیکن بھوک کی شدت سے اگر کوئی بھول جائے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا:

﴿فمن اکل طعاما فلیذ کر اسم الله علیه فان نسی ان یذکر اسم الله فی اوله فلیقل: بسم الله فی اوله و أخره﴾ (۱۰۰)

”جو شخص کھانا کھائے تو سب سے پہلے اللہ کا نام لے اور اگر شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو (جب یاد آئے تو یہ کہے) بسم الله فی اوله و اخره“

گویا ام المؤمنینؓ نے حضور ﷺ کا یہ رحمت بھرا ارشاد امت مسلمہ کو بتایا تاکہ خیر و برکت کا حصول ممکن ہو۔

عقیقہ: بچے یا بچی کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے اظہار کے ساتھ ساتھ بارگاہِ صمدیت میں شکر بجالانے کے لیے ام المؤمنین نے عقیقہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿امرنا رسول الله ﷺ بالعقیقة عن الغلام شاتان مکافئتان و

Marfat.com

عن الجارية شاة﴾ (۱۰۱)

''ہمیں رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ عقیقہ کریں۔ لڑکے کے لیے دو بھیڑ بکریاں عقیقہ کے لیے کافی ہیں اور لڑکی کے لیے ایک بھیڑ بکری۔''

بعض لوگ جہالت کی وجہ سے لڑکی کی ولادت پر رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں، انہیں رحمت دو عالم کا ارشاد سنایا جا رہا ہے کہ بیٹی کو بھی رحمت خیال کریں اور عقیقہ کریں۔

قبولِ دعوت: بعض دفعہ ایک ہی موقع پر دو طرف سے دعوت پر بلایا جاتا ہے۔ انسان تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے کس کی دعوت قبول کرے کسے انکار کرے اور کس حجت شرعی کی بنیاد پر ایسا کرے۔

ام المؤمنینؓ نے اس بارے میں رسول کریم ﷺ کے ارشاد گرامی سے وضاحت فرما دی:

﴿اذا دعاک الداعیان فأجب أقربهما منک باباً فان اقربهما بابا اقربهما جوار او ان سبق أحدهما فأجب الذی سبق﴾ (۱۰۲)

''جب دو شخصوں کی طرف سے دعوت موصول ہو تو اس کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہے۔ اگر دونوں برابر ہیں تو جو ہمسائیگی میں زیادہ قریب ہے اور اگر دونوں میں سے کوئی ایک پہلے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو جس نے دعوت دینے میں سبقت کی۔''

اس حدیث میں جسے دعوت موصول ہوئی ہے اس کی رہنمائی کی گئی ہے۔ بین السطور دعوت دینے والوں کے لیے بھی رہنمائی موجود ہے۔

صدقہ بطور ہدیہ: بعض دفعہ کسی غریب و نادار شخص کو صدقہ دیا جاتا ہے جو اس کے لیے جائز ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امیر شخص یا ایسا شخص جسے صدقہ لینا جائز نہیں

Marfat.com

اس صدقے میں سے بطور ہدیہ کوئی غذا استعمال میں لا سکتا ہے۔

حضرت بریرہؓ جو آزاد کردہ باندی تھی۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا۔ ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ یہ صدقے کا گوشت ہے جو کسی نے بریرہؓ کو بھجوایا ہے تو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

﴿هولها صدقة ولنا هدية﴾ (۱۰۳)

''یہ گوشت اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ ہے'' گویا اس کے کھانے میں قطعاً شرعی قباحت نہیں۔

دباغت کا مسئلہ: اسلام میں حلال جانور اگر مر جائے خواہ گرنے سے' سینگ لگنے سے' چوٹ لگنے سے' گویا وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو ایسے مردار کا کھانا حرام ہے یا ایسے جانور کو اس کی کھال سمیت ضائع کر دیا جائے۔

ام المؤمنینؓ ارشاد فرماتی ہیں:

﴿ان رسول الله ﷺ أمر بجلود الميتة اذا دبغت ان يستمتع بها﴾ (۱۰۴)

''رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ایسے مردار جانوروں کی کھالوں کی اگر دباغت کر لی جائے تو انہیں کام میں لایا جا سکتا ہے۔''

مرفوع القلم

اسلامی قانون کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شاہ و گدا دونوں کو مساوی رکھتا ہے جبکہ مغربی قانون اور دنیا کی دیگر اقوام کے قانون میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ تاہم بعض ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں قانون کا نفاذ نہیں ہوتا۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ' وعن المبتلى

Marfat.com

حتی یبرأ وعن الصغیر حتی یکبر﴾ (۱۰۵)

''قانون کی گرفت سے تین اشخاص مستثنیٰ ہیں۔ سویا ہوا شخص جب تک بیدار نہ ہو جائے۔ گرفتار بلا جب تک بحال نہ ہو جائے اور کم سن جب تک بڑا نہ ہو جائے۔''

گویا رحمت دو عالم ﷺ کے قانون رحمت میں سوئے ہوئے، مضطرب اور کم سن کے لیے رحمت بھری رعایت دے دی گئی۔ ذرا غور کیجیے اگر یہ رعایت نہ ہوتو خواب کی حالت میں، حالتِ اضطرار میں اور کمسنی کی بناء پر کتنے بیچارے لوگ قانون کی زد میں آ جائیں۔

بیٹے کے مال پر باپ کا حق

اسلام نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی جو تاکید اور تلقین کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قرآن حکیم میں والدین کی عظمت کو اجاگر کر کے ان سے احسان کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ قرآن پر ایمان رکھنے والے فرزندان توحید، ماں باپ کو عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تب بھی رحمت دو عالم نے والدین کے خصوصی حق کو اپنے ارشاد گرامی میں مزید واضح فرمایا۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ولد الرجل من أطیب کسبه فلیأکل من کسبه﴾ (۱۰۶)

''بیٹا اپنے باپ کی بہترین کمائی ہے پس باپ کو اپنی کمائی سے کھانے کی اجازت ہے۔''

گویا حضور ﷺ نے ایک طرف والدین کے حقوق بیان فرمائے تو ساتھ ہی ساتھ اولاد کو ان کے فرائض کی طرف بھی توجہ دلا دی تا کہ وہ ازخود ان کی خدمت کے لیے ہر لمحہ کمر بستہ رہیں۔

Marfat.com

جامع نصیحت: حضرت امیر معاویہؓ نے ام المؤمنینؓ سے ایک مختصر اور انتہائی جامع نصیحت کی درخواست کی تو ام المؤمنینؓ نے انہیں جواب میں یہ تحریر فرمایا:

﴿انی سمعت رسول اللهﷺ یقول: من طلب رضا الله بسخط الناس کفاه الله مؤنة الناس و من التمس سخط الله برضاالناس وکله الله الیهم والسلام﴾ (۱۰۷)

''بے شک میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا طلبگار ہو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی آفت سے محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہے اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا چاہی اللہ تعالیٰ اسے انہیں کے حوالے کر دیتا ہے۔ والسلام۔''

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ مسند عائشہ ۹۵

۲۔ سیر الصحابیات، ۲۹

۳۔ ایضاً، ۲۹

۴۔ ضیاء القرآن، ۴۹۷

۵۔ مسند عائشہ ۴۶

۶۔ ایضاً، ۱۰۱

۷۔ ایضاً، ۲۴۸

۸۔ ایضاً، ۲۱۷

۹۔ ایضاً، ۲۴۱

۱۰۔ ایضاً، ۲۲۵

۱۱۔ ایضاً،

۱۲۔ النساء، ۱۵۶

۱۳۔ النور، ۱۶

۱۴۔ مسند عائشہ ۱۰۷

۱۵۔ ترمذی، السنن، ۵/۷۰۵ سیر الصحابیات، ۳۰

۱۶۔ مسند عائشہ ۲۷

۱۷۔ پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، ۱/۳۹۹

۱۸۔ مسند عائشہ، ۲۱۶

۱۹۔ ایضاً، ۲۲۴

۲۰۔ ایضاً، ۵۲

۲۱۔ ایضاً، ۲۹

۲۲۔ ایضاً، ۹۸

۲۳۔ ایضاً، ۴۷

۲۴۔ ایضاً، ۱۶

۲۵۔ ایضاً، ۶۰

۲۶۔ ایضاً، ۱۹۵

۲۷۔ القلم/۴

۲۸۔ ضیاء القرآن، ۵/۳۳۱

۲۹۔ مسند عائشہ، ۲۴۸۔۴۹

۳۰۔ ایضاً، ۱۹۸

۳۱۔ ایضاً، ۲۳۶

۳۲۔ ایضاً، ۴۶

۳۳۔ ایضاً، ۱۹۰

۳۴۔ ایضاً، ۴۰

۳۵۔ ایضاً، ۱۷۳

۳۶۔ ایضاً، ۱۹

۳۷۔ ایضاً، ۵۷

Marfat.com

۳۸۔ ایضاً، ۲۱۰، ۹۸

۳۹۔ ایضاً، ۲۵۲

۴۰۔ ایضاً، ۱۲۵

۴۱۔ ایضاً، ۲۰۹

۴۲۔ ایضاً، ۱۸۷

۴۳۔ ایضاً، ۲۳۸۔۲۳۹

۴۴۔ سیر الصحابیات، ۲۶

۴۵۔ ایضاً، ۲۶

۴۶۔ مسند عائشہ، ۳۷۔۳۸

۴۷۔ ایضاً، ۲۴۷

۴۸۔ ایضاً، ۱۲۵

۴۹۔ ایضاً، ۳۹

۵۰۔ ایضاً، ۳۱

۵۱۔ ایضاً، ۱۲۸۔۱۲۹

۵۲۔ ایضاً، ۲۴۵

۵۳۔ ایضاً، ۱۲۵

۵۴۔ ایضاً، ۵۶

۵۵۔ ایضاً، ۴۵

۵۶۔ ایضاً، ۲۴۶

۵۷۔ ایضاً، ۵۴۔۵۵

۵۸۔ ایضاً، ۱۲۱

۵۹۔ ایضاً، ۲۴۰

۶۰۔ ایضاً، ۱۲۶

۶۱۔ ایضاً، ۷۔۸

۶۲۔ ایضاً، ۴۹

۶۳۔ ایضاً، ۲۵۰۔۲۵۱

۶۴۔ ایضاً، ۷۱

۶۵۔ ایضاً، ۵

۶۶۔ ایضاً، ۷۶

۶۷۔ ایضاً، ۷۶

۶۸۔ ایضاً، ۹۱

۶۹۔ ایضاً، ۲۲۲

۷۰۔ ایضاً، ۱۷

۷۱۔ ایضاً، ۲۲۹

۷۲۔ ایضاً، ۴۸

۷۳۔ ایضاً، ۸۴

۷۴۔ ایضاً، ۵۶

۷۵۔ ایضاً، ۱۰

۷۶۔ ایضاً، ۱۲

۷۷۔ ایضاً، ۴۹

۷۸۔ ایضاً، ۶۶

۷۹۔ ایضاً، ۱۸۵

Marfat.com

۸۰۔ ایضاً ۷۷

۸۱۔ ایضاً ۵۲

۸۲۔ ایضاً ۵۲

۸۳۔ ایضاً ۱۷

۸۴۔ ایضاً ۱۶

۸۵۔ ایضاً ۲۱

۸۶۔ ایضاً ۲۱۵

۸۷۔ ایضاً ۷۰

۸۸۔ ایضاً ۲۰۴

۸۸/A۔ ایضاً ۱۹

۸۹۔ ایضاً ۲۴۴

۹۰۔ ایضاً ۷۷

۹۱۔ ایضاً ۳۲

۹۲۔ ایضاً ۸۰

۹۳۔ ایضاً ۲۴۲

۹۴۔ ایضاً ۵۸

۹۵۔ ایضاً ۲۱۷

۹۶۔ ایضاً ۴۶

۹۷۔ ایضاً ۷۳

۹۸۔ ایضاً ۹۵

۹۹۔ ایضاً ۱۹۰

۱۰۰۔ ایضاً ۱۵۹

۱۰۱۔ ایضاً ۱۵۹

۱۰۲۔ ایضاً ۱۷۶

۱۰۳۔ ایضاً ۲۰۶

۱۰۴۔ ایضاً ۲۳۷

۱۰۵۔ ایضاً ۲۳۷

۱۰۶۔ ایضاً ۲۰۹، ۲۲۵

۱۰۷۔ ایضاً ۱۳۲

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تعدّد ازواج کی حکمتیں

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

نبی کریم ﷺ کی تعدّد ازواج کی حکمتیں

تعدد ازواج کی حکمتیں 95

مکی دور میں شرف زوجیت حاصل کرنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہن

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا 99

2- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا 99

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا 99

مدنی دور میں آپ ﷺ کے نکاح میں آنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہن

1- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا 100

2- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا 101

3- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا 102

4- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا 103

5- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا 107

6- حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا 109

7- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا 110

8- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا 111

☆ خلاصہ کلام 113

حضور ﷺ کی عظمت کا بین السطور اعتراف کرنے والے مستشرقین

1- منٹگمری واٹ کا بیان 115

2- جان بیگٹ گلب کا بیان 116

☆ حوالہ جات 119

Marfat.com

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے رسول اعظم و آخر ﷺ کو خصوصی عظمتوں سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، رحمۃ للعالمین، کافۃ للناس ہیں، بشیر و نذیر اور سراجِ منیر ہیں۔ صاحب خلق عظیم ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات عالمی، آفاقی، قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لیے ضابطہ حیات، جامع، روشن، محفوظ اور حکمت و بصیرت پر مبنی ہیں۔ آپ ﷺ کی ہمہ پہلو مثالی شخصیت میں آپ کا مثالی شوہر ہونا بھی فرزندانِ توحید کے لیے خصوصاً اور نوعِ انسانی کے لیے عموماً بے شمار دینی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور تمدنی اور قومی و ملی اسباق کی طرف ہمیں دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرہ قبائل سے تشکیل پاتا ہے۔ قبائل خاندان سے بنتے ہیں اور خاندان افراد کے ملاپ سے وجود میں آتے ہیں۔ یوں نکاح انسانی تمدن کا سنگ بنیاد قرار پاتا ہے۔ اسی لیے صحیفہ فطرت، قرآن حکیم میں سب سے زیادہ احکام عائلی اور منزلی زندگی سے متعلق صراحت سے بیان کیے گئے ہیں تاکہ اسلامی معاشرہ صحت مند بنیادوں پر استوار ہو اور خوشگوار و مستحکم ہو۔ حضور ﷺ مومنین کے لیے تو حیاتِ انسانی کے جملہ شعبوں میں اسوۂ حسنہ ہیں لیکن زیر نظر پہلو مثالی شوہر ہونے کے ناطے سے آپ ﷺ نے مومنین کے لیے ایک مثالی نمونہ عمل پیش فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ازواج طاہرات کے لیے ایک مثالی دینی ماحول مہیا کرنا، ازواج طاہرات کو فیضانِ تربیت سے مستنیر کرنا

Marfat.com

ازواج میں باہمی خیرسگالی کے جذبات پیدا کرنا' انہیں اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ کرنا' زہد وعبادت کی طرف مائل کرنا' جودوسخا کے جذبے کو ابھارنا اور سب سے بڑھ کر امت مسلمہ کی خواتین کی بالخصوص اور اہل ایمان کی بالعموم دینی تعلیم وتربیت کا فریضہ احسن طریق سے انجام دینے کا ذوق وشوق پیدا کرنا ایسے اہم امور ہیں جو ہمیں اپنے گھریلو ماحول کو سنوارنے اور منزلی زندگی کو خوشگوار اور مستحکم بنانے کے لیے زریں اصول عطا کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ازواج طاہرات سے حسن سلوک کا اہتمام فرمایا۔ ان کی ضروریات کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی دلجوئی اور دلنوازی فرمائی اور عدل بین النساء کا وہ مثالی نمونہ پیش فرمایا کہ پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈے سے اس کی مثال نہیں ملتی۔

آپ ﷺ نے جہاں مومن مردوں کو ﴿عاشروھن بالمعروف﴾ کے ارشاد ربانی کی تلقین فرمائی وہاں مومن عورتوں کو ﴿فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ﴾ کے ارشاد باری سے اپنے فرائض سے آگہی بخشی۔

رحمت دو عالم ﷺ کی یہ رحمت بھری تعلیمات فقط مومنین کے لیے ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اقوام عالم کے لیے بھی کامل نمونہ عمل ہیں۔ غیر مسلم بھی حضور ﷺ کے عطا فرمودہ حقوق زوجین کے نظام کو اپنا کر اپنی زندگی کو پُرسکون بنا سکتے ہیں۔ مستشرقین میں معدودے چند ہیں جنہوں نے حقائق کا جائزہ لے کر آپ ﷺ کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے۔ تاہم دیگر مستشرقین بھی تعصب کی عینک اتار کر مغربی تمدن کی جہاں فیملی لائف بُری طرح تباہی کا شکار ہو چکی ہے' اصلاح احوال کے لیے اپنی مساعی عمل میں لا سکتے ہیں۔ محض بے ہودہ اور لغو مزعومات کو ملحوظ رکھتے ہوئے طعن وتشنیع کے تیر چلانے پر وقت ضائع کرنے کے بجائے اگر مستشرقین حقائق کا جائزہ لے کر حقائق کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو تعمیری امور میں صرف کریں تو مغربی ماحول کی اصلاح کر کے انسانیت کی خدمت کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

برطانوی مفکر اور دانشور جارج برنارڈ شا نے بجا کہا ہے:

''مجھے یقین ہے کہ اگر آج دنیا کی قیادت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جیسے کسی آدمی کے ہاتھ میں دے دی جائے تو وہ دنیا کو درپیش تمام مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اسے امن وسلامتی اور سعادت کا گہوارہ بنا دے۔''

ذرا اس کے یہ چونکا دینے والے جملے ملاحظہ ہوں:

''برطانیہ اور یورپ تباہی کے جس گڑھے کی طرف جا رہے ہیں اگر اس سے بچنے کے لیے کسی دین کی پیروی کی ضرورت محسوس کریں تو اس غرض کے لیے ان کے سامنے صرف دین اسلام ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ سو سال میں برطانیہ اور یورپ اسلام کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔''

قرآنِ حکیم نے اس حقیقت کی طرف سینکڑوں برس پہلے پوری نوع انسانی کو توجہ دلائی تھی:

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الأخرة من الخسرین﴾

اسلام کو نورانی تعلیمات اور سیرتِ طیبہ اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ آج پھر فرزندانِ توحید اور غیر مسلموں کو دعوت فکر وعمل دے رہا ہے جو ان مسلم سکالرز کا فریضہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ فکر کو اطراف واکناف عالم تک پھیلا دیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اجالا کر دے

قرآنِ حکیم کے مطالعہ اور اس پر غور وفکر کرنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ دور دور تک پھیلی ہوئی وسیع وعریض کائنات کا نظام ــــــ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے مطابق چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے اور یہ کائنات عالم اسباب ہے

Marfat.com

جہاں اسباب کے نتیجے میں مختلف امور ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے، آسمان، زمین، پہاڑ، شجر وحجر، بحری وبری مخلوق اور مخلوقات کی وہ قسمیں جو ابھی تک انسانی ادراک سے ماوراء ہیں۔ ان سب کا نظام اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب کے مطابق انجام پا رہا ہے۔ اس تناظر میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ازواج کی مثالی تربیت کا انتظام زوجات طاہرات کے حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے بھی فرمایا اور پھر آپ ﷺ کے فیضانِ تربیت میں آنے کے بعد احسن طور پر فرما دیا تھا۔ دوسری طرف حضور ﷺ کو اس نورِ فراست اور حکمت وبصیرت سے نوازا کہ عالم اسباب میں حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات کا انتخاب ایسا فرمایا کہ ازواجِ طاہرات نے دین کی تبلیغ واشاعت میں عظیم کردار ادا کیا۔

حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں ہمیں امت مسلمہ کی تعلیمی وتربیتی، عائلی ومنزلی، دینی وشرعی، سیاسی وقانونی، معاشی واقتصادی، معاشرتی وتمدنی اور قومی وملی تقاضوں کی تکمیل نظر آتی ہے۔ دین کا لفظ بڑا جامع ہے۔ یہ وہ شاہراہ ہے جس سے مختلف راستے اور حیاتِ انسانی کے مختلف شعبے معرض وجود میں آتے ہیں۔ ازواجِ مطہرات نے علمی وتعلیمی خدمات انجام دیں۔ خاص طور پر خواتین کی رہنمائی فرمائی، اسلام کی تبلیغ واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اکثر ازواجِ طاہرات نے طویل عمریں پائیں اور صحابہ، صحابیات اور امت مسلمہ کے افراد تک آپ ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ اور آپ ﷺ کے معمولات حسنہ کو پہنچایا۔ آپ ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ دینی احکام کا چوتھائی حصہ ان کے ذریعے امت تک پہنچا۔

ازدواجی مصالح میں ہمیں حضور ﷺ کی رحمت کا پہلو جھلکتا نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات معاشی اور کفالتی مصالح کی بنا پر آپ ﷺ کی

Marfat.com

زوجیت میں آئیں۔ بعض سے نکاح آپ ﷺ نے اپنے مقربین کی دلجوئی کے لیے فرمائے۔ تفصیل میں جانے سے قبل آپ ﷺ کے ازدواجی مصالح کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ آپ ﷺ نے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ مشہور روایت کے مطابق آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی جو کہ نوخیز جوانی کا دور ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ نے ایک چالیس برس کی بیوہ خاتون سے شادی کی اور ان کی وفات تک پورے ۲۵ برس آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی انتہائی خوشگوار گزری اور آپ ﷺ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ نورِ فراست سے آپ ﷺ کا یہ انتخاب کس قدر کامیاب رہا' تاریخ اسلام کے اوراق ان سے روشن ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وہ عظیم خدمات جو آپ ﷺ نے دین کے فروغ اور اشاعت وتبلیغ اور حضور ﷺ کی مونس وغمخوار رفیقہ حیات کے حوالے سے انجام دیں' محتاجِ بیان نہیں۔

۲۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے ایک پچاس برس کی بیوہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی یہ دور مشرکین مکہ کی ایذا رسانی کا دور ہے اور آپ ﷺ کی تبلیغی مساعی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں بچیوں کی دیکھ بھال' ان کی پرورش اور گھر کے انتظام کو بہتر طور پر چلانے کے لیے ناگزیر تھی اور تاریخ نے بتایا کہ یہ نکاح کتنا مفید ومؤثر ثابت ہوا۔

۳۔ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے تاجر دوست جو آپ ﷺ کے نبوت کے اعلان سے پہلے آپ ﷺ کے مخلص ساتھی تھے اور بعد میں سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائے اور پھر صدیق کے لقب کا اعزاز حاصل کرنے والے' آپ ﷺ کے رفیق غار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اسلام کی ترویج واشاعت میں آپ کی عظیم خدمات کس سے مخفی ہیں۔ اپنے دیرینہ دوست' جاں نثار ساتھی اور مقرب کی دلجوئی کے لیے آپ ﷺ

Marfat.com

نے ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور تاریخ نے ثابت کیا کہ یہ نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد امت مسلمہ کے لیے انتہائی مبارک ثابت ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلمہ امت کہا گیا۔

مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد ۲ ہجری سے ۷ ہجری تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف ازواجِ مطہرات کو شرفِ زوجیت بخشا۔ یہ انتہائی کٹھن، پُر خطر اور دشوار وہ نازک دور ہے جہاں ایک طرف پوری سرزمین عرب میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے عروج پر پہنچنے کے حوالے سے وقت طلب اور دِقت طلب منصوبہ بندی عمل میں آ رہی تھی اور دوسری طرف مشرکین مکہ کی طرف سے جنگ کے خطرات اُمڈ اُمڈ کر آ رہے تھے اور عظیم غزوات کا وقوع اسی دور میں ہوا جس میں حق باطل کے نرغے میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اس دور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ الگ وجوہات کی بنا پر متعدد نکاح فرمائے جن کا مقصد کہیں مقربین کی دلجوئی اور ان سے اظہارِ مؤدت وشفقت تھا، کہیں رحمت بھرا سلوک تھا، کہیں اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے سیاسی استحکام تھا، کہیں عرب معاشرے کی قبیح رسوم کی اصلاح مقصود تھی لیکن ایک مسلمہ اور ناقابل انکار حقیقت بہرصورت ملحوظ تھی اور وہ یہ کہ اسلام کو فروغ حاصل ہو۔ دین کی ترویج واشاعت ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ اور معمولات سے بالخصوص حلقہ خواتین اور بالعموم امت مسلمہ کو آگاہ کیا جائے۔

اب ہم قدرے تفصیل سے اس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے والی اور شرفِ زوجیت سے بہرہ ور ہونے والی امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمر فاروق رضی تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے ماں، باپ اور شوہر کے ساتھ

Marfat.com

مسلمان ہوئیں۔ شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں خُنیس رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے اور واپس آ کر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی۔ اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کی۔

ان کے انکار پر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ انہوں نے بھی خاموشی اختیار کی:

> ''ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس نکاح کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ رشتہ مصاہرت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر کر دیا۔ اسلام کی ایک مخلص مجاہدہ جس نے دین کی خاطر میدانِ بدر میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنا سہاگ قربان کیا تھا۔ اس نکاح کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مجاہدہ کے زخموں پر مرہم رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی لختِ جگر کی بیوگی نے جس پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کے ذریعے سے انہیں اس پریشانی سے نکالا۔''(۱)

۲۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

> ''چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوگئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد میں شہادت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سال ان سے نکاح

Marfat.com

کرلیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔'' (۲)

''ان کا پہلا نکاح طفیل سے ہوا' ان کا دوسرا نکاح اسلام کے بطل جلیل عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا جو جنگ بدر میں تاریخ وفا کا روشن ترین باب رقم کرتے ہوئے شہید ہوئے...... اس کے بعد ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جنگ اُحد میں انہوں نے بھی اپنے سر پر شہادت کا تاج سجایا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو داغ مفارقت دے کر دارآخرت کو سدھار گئے۔ اسلام کی یہ مخلص مجاہدہ جس نے حق وباطل کے ابتدائی دو معرکوں میں اپنے دو سرتاج قربان کر کے انتہائی صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے ان کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔'' (۳)

۳۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

''عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد اور آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے' نکاح ہوا۔ آغازِ نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی...... ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔ ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے۔'' (۴)

Marfat.com

''غزوہ اُحد میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کے جوہر دکھائے اور ان کی عظیم اہلیہ مجاہدین کی خدمت میں مصروف رہیں۔ اس جنگ میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوئے ان کا یہ زخم تو مندمل ہو گیا لیکن کچھ عرصہ بعد ایک اور مہم کے دوران ان کا پہلا زخم پھر کھل گیا اور وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ان کے انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس موجود تھے۔ ان کے انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس موجود تھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست اقدس سے ان کی آنکھیں بند کیں تھیں اور ان کے لیے دُعائے مغفرت بھی فرمائی تھی۔

''حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ایک بیوہ اور چار یتیم بچے چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے...... اپنے رضاعی بھائی کی بیوہ اور اس کے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں دیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفیق دل پر شاق گزرا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی رحمۃ للعالمینی کی چادر میں چھپانے کا فیصلہ کرلیا۔ عدت گزرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا...... اور ان سے نکاح کرلیا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رضاعی بھائی کے یتیم بچوں کی کفالت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور ان کی بیوہ کے اس گہرے زخم پر مرہم رکھا جو انہیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم خاوند کی جدائی سے لگا تھا۔'' (۵)

۴۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آنحضرت کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں اسد الغابہ میں ہے: كانت قديمة الاسلام۔

Marfat.com

''آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور متبنّٰی تھے ان کا نکاح کر دیا۔ اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک جگہ پر لا کھڑا کر دیا ہے اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ قریش اور خصوصاً خاندان بنو ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا۔ اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض تقویٰ کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر وادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے۔ اس بنا پر اگرچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم چونکہ وہ مسلمان اور مرد صالح تھے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہ ہوا۔'' (۶)

یہ تو اسلامی اخوت و مساوات کی روشن مثال تھی. کہ بنو ہاشم کے قبیلے کی ایک معزز خاتون کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام سے ہوا۔ بنو ہاشم کو پورے عرب میں جو عزت و وقار کا مقام حاصل تھا وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے عزت و وقار اور عظمت انسانی کا معیار نسب پر نہیں بلکہ تقویٰ پر رکھا ہے چنانچہ حریت' مساوات اور اخوت انسانی کے علمبردار رسول کریم ﷺ نے اذن خداوندی سے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام نکاح ازخود بھجوایا تھا۔ قریش کی معزز ترین خاتون اور اس کے خاندان کے لیے اگرچہ زمانے کے دستور کے مطابق یہ بات قابل قبول نہ تھی لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیا۔

Marfat.com

لیکن ان کی ازدواجی زندگی میں بوجوہ بہار نہ آ سکی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ طلاق بھی نہ دے سکتے تھے کیونکہ یہ نکاح ان کے منعم ومربی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دینے سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس اثنا میں یہ وحی نازل ہوئی:

﴿واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق الله وتخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشه فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها لکی لایکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاء هم اذا قضوا منهن وطرا. وکان امر الله مفعولا﴾ (۷)

''اور یاد کیجیے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ نے بھی احسان فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی احسان فرمایا' اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن وتشنیع) کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ڈریں۔ پھر جب پوری کر لی زید رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کر دیا تاکہ (اس عملی سنت کے بعد) ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو' اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ کرلیں اور اللہ کا حکم تو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔''

Marfat.com

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس واقعہ پر مبسوط تبصرہ کرتے ہوئے ان کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''اس واقعے کے تمام اہم نکات کو قرآنِ حکیم نے خود بیان کر دیا ہے۔
حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لیے پیغام بھیجا' اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی خدا اور خدا کے رسول ﷺ کا فیصلہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اعلان فرما دیا ہے کہ زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد زینب رضی اللہ عنہا کا اپنے حبیب سے نکاح ہم نے خود کر دیا۔
اس نکاح کی حکمت بھی بتا دی کہ اپنے حبیب ﷺ کا یہ نکاح ہم نے اس لیے کیا ہے۔ یہ نکاح امت مسلمہ کے لیے رحمت بن جائے اور اپنے منہ بولے بیٹے کی بیویوں سے طلاق کے بعد نکاح کرنے میں مسلمانوں کے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔
اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس حکمت کو ظاہر فرمایا بلکہ اس مشکل ترین حکم کے نفاذ کے وقت حضور ﷺ کے دل میں جو خدشات پیدا ہوئے تھے ان کو بھی خفیہ نہیں رہنے دیا بلکہ ظاہر فرما دیا۔'' (۸)

حضور ﷺ نے حکم خداوندی کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں لے لیا لیکن مخالفین اور معاندین نے حضور ﷺ کے خلاف طرح طرح کے الزام لگانے شروع کر دیئے اور مستشرقین نے بھی جو ہمیشہ حضور ﷺ کی عظمت وشان گھٹانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ واقعے کو خوب اچھالا اور افسانوی رنگ دینے کی کوشش کی۔

Marfat.com

منٹگمری واٹ بھی مستشرقین میں شامل ہے تاہم اس نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"The criticism of Muhammad, then was based on a pre-Islamic idea that was rejected by Islam, and one aim of Muhammad in contracting the marriage was to break the hold of the old idea over men's conduct. How important was this aim compared with others which he might have had?"(9)

۵۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

حارث بن ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ــــ خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔

''حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا۔ انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا۔ شعبان ۵ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل دور ہے پہنچ کر قیام کیا لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں اس لیے اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے۔ مسلمانوں نے دفعتہً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے جن کی تعداد تقریباً ۶۰۰ سو تھی...... لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ (۱۰)

Marfat.com

مولانا سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحٰق کی روایت ذکر کرنے کے بعد دوسری روایت بیان کی ہے جو زیادہ واضح ہے۔

''حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی۔ میری شان اس سے بالاتر ہے۔ میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔''

ابن سعد نے طبقات سے روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زرفدیہ ادا کیا۔ جب وہ آزاد ہوگئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے دفعتاً رہا کر دیئے گئے۔ فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برّہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ (۱۱)

Marfat.com

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بنو مصطلق قبیلے کے کئی لوگ اسیر ہو کر غلام بن گئے تھے ان میں ان کے سردار کی بیٹی بھی شامل تھی۔ گو وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کٹر دشمن تھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کو تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیوی بادشاہ نہ تھے کہ اپنے دشمن کو ذلت کے گڑھے میں دیکھ کر خوش ہوتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمت عالم بن کر تشریف لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی سنت قائم کی جس کے ذریعے شکست خوردہ دشمن کے لیے ذلتوں کے نہیں رفعتوں کے راستے کھل گئے۔'' (۱۲)

۶۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

''حبشہ کو ہجرت کی۔ حبشہ میں جا کر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں اب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو۔ عبیداللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ مے نوشی کی عادت ہوگئی آخر ان کا انتقال ہوگیا۔'' (۱۳)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دین عزیز کی خاطر اپنے والدین، قبیلہ، گھر، وطن اور خاوند سب کچھ چھوڑ دیا تھا اور اب دیارِ غیر میں بے یار و مددگار رہ

Marfat.com

گئی تھیں مکہ واپسی کا وہ خیال بھی نہیں کرسکتی تھیں۔ حضور ﷺ کو جب دین کی اس مخلص مجاہدہ کے حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی بے کسی کو ختم کرنے اور انہیں ان کی قربانیوں کا صلہ دینے کا ارادہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کے ذریعے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو پیغامِ نکاح بھجوایا۔ یہ نوید جانفزا سن کر حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل کی جو کیفیت ہوگی اس کا اندازہ کوئی دوسرا نہیں لگا سکتا۔ انہوں نے اس پیشکش کو سعادت دارین سمجھ کر قبول کرلیا۔ نجاشی نے حضور ﷺ کے حکم کے مطابق ان کا حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کر دیا۔'' (۱۴)

اس نکاح سے حضور ﷺ نے اپنی رحمت ورافت سے کام لیتے ہوئے ایک طرف تو اس مجاہدہ کے زخموں پر مرہم رکھا تو دوسری طرف اس نکاح کے خوشگوار سیاسی فوائد حاصل ہوئے چنانچہ دشمن اسلام ابوسفیان کی مخالفت کی شدت کم ہوگئی جو آخرکار اس کے مشرف بہ اسلام ہونے پر منتج ہوئی اور سردار قریش کے حلقہ بگوش اسلام ہونے سے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

۷۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

''ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا قبیلہ قریش کی معزز خاتون تھیں۔ ان کا نکاح پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا لیکن کسی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ ابورہم نے ۷ ہجری میں وفات پائی۔'' (۱۵)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان سے نکاح کی حضور ﷺ کو ترغیب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کی ایک بہن ام الفضل لبابہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بڑھاپے کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی پارسائی اور ان کے ایثار کی وجہ سے انہیں اس قابل سمجھتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں شامل ہوں اور ام المومنین رضی اللہ عنہا ہونے کی سعادت حاصل کریں۔" (۱۶)

پیر محمد شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ اس نکاح کے سیاسی فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نے کئی لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ مصاہرت میں پرو دیا تھا۔ عربوں کے نزدیک اس قسم کے تعلقات کی بڑی اہمیت تھی۔ اس لیے ان تعلقات نے اسلام کی اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آٹھ بہنیں تھیں جو بڑے اہم لوگوں کی زوجیت میں تھیں۔ ان کی ایک بہن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں اور ایک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ اس شادی کا مقصد بھی ایک معمر بیوہ کی دلجوئی اور رشتہ داروں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا تھا۔" (۱۷)

۸۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

مولانا سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"اصلی نام زینب تھا لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصے جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا تھا صفیہ کہتے تھے اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔" یہ زرقانی کی روایت ہے۔

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سعادت (اعزاز) حاصل ہے باپ کا نام حی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں کا نام ضرو تھا سموال رئیس قریظہ کی بیٹھی اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔" (۱۸)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں آنے اور نکاح کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جنگ میں قیدی ہو کر لونڈی بنی تھیں لیکن وہ حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں اس سے پہلے سالم بن مشکم اور کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔ یہ سب یہودیوں کے سردار تھے۔ مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نسبی مقام کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کو اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تجویز کو پسند فرمایا لیکن پہلے ان کو اختیار دیا کہ اگر تم دین یہودیت پر قائم رہنا چاہو تو میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں اور تمہیں تمہارے قبیلے والوں کے پاس واپس بھیج دیتا ہوں اور اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تمہیں آزاد کر کے تمہارے ساتھ نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔ انہوں نے اپنے آباؤاجداد کے دین پر اسلام کو ترجیح دی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں زوجیت میں قبول فرمالیا۔ (۱۹)

بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دین یہودیت پر قائم رہی تھیں، یہ غلط ہے۔ اگر وہ دین یہودیت پر قائم رہتیں تو ام المومنین رضی اللہ عنہا ہونے کا شرف حاصل نہ کر سکتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نکاح بھی عظیم انسانی مقاصد کی خاطر عمل میں آیا تھا۔"

Marfat.com

گزشتہ چند اوراق میں حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح کی چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ حضور ﷺ نے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ آپ ﷺ جوان تھے اور معاشرے میں آپ ﷺ کو انتہائی معزز مقام حاصل تھا۔ نسب کے حوالے سے بھی اور عظمت کردار کے حوالے سے بھی لیکن آپ ﷺ نے ایک بیوہ خاتون جو عفیفہ، طاہرہ اور پاکباز تھیں اور عمر میں آپ ﷺ سے کافی بڑی تھیں، نکاح فرمایا اور ۲۵ برس انتہائی خوشگوار ازدواجی زندگی بسر فرمائی اور انہی سے آپ ﷺ کی اولاد پیدا ہوئی۔

۲۔ ان کی رحلت پر جسے اسلامی تاریخ میں ''عام الحزن'' کہا جاتا ہے۔ اولاد کی دیکھ بھال کے لیے آپ ﷺ نے دوسری شادی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کی ان کی عمر پچپن (۵۵) برس کے قریب تھی۔ وہ صالحہ اور عفیفہ تھیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی سعادت دوبار حاصل کر چکی تھیں۔ اپنے صالح خاوند حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے انتقال پر بیوگی کے ایام گزار رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی بے کسی، ایثار، استقلال اور ثابت قدمی کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں اپنی زوجیت میں لے کر ان کو پناہ گاہ مہیا فرمائی۔

۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے قبل از اعلان نبوت دوستانہ مراسم تھے۔ ان کے مشرف بہ اسلام ہونے، صدیق کا لقب پانے والے اپنے جاں نثار اور انتہائی عقیدت کیش رفیق کی دلجوئی اور دلنوازی کے لیے ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شرفِ زوجیت بخشا۔

۴۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے انتہائی رفیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے جن کے بہادر اور مجاہد خاوند حضرت خُنیس بن حذافہ انصاری رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے مناسب کفو کی تلاش میں

Marfat.com

تھے۔ حضور ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کے زخموں پر مرہم رکھا اور اپنی رحمت ورافت کا مثالی ثبوت پیش فرمایا ور مخلص ساتھی کی دلجوئی اور دلنوازی کی روشن مثال پیش کی۔

۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نکاح آپ ﷺ کی شان رحمۃ للعالمینی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۶۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح' بے کسی اور بیوگی سے مضطرب خواتین کو باعزت مقام دینے' کفالت اور پناہ گاہ مہیا فرمانا تھا۔

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح عرب کی دو انتہائی قبیح رسوم کے انسداد کے لیے عمل میں آیا جس سے ضمناً دو مضطرب افراد حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ذہنی اضطراب کا ازالہ بھی ہوا اور ان کے لیے قلبی سکون اور طمانینت کے حصول کا باعث بنا۔

۸۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر انہیں اپنے معزز مقام کو بحال رکھنے کا موقع دینے کے ساتھ ساتھ انہیں انتہائی اہ اعزاز ''امہات المومنین'' میں شامل کرنے کا شرف عطا فرمایا' نیز بنومصطلق کے قبیلے کومشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور یہود کا معاندانہ جوش سرد پڑ گیا۔

۹۔ حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح میں آپ کی رحمۃ للعالمینی' شفقت ورحمت' مخلص رفقاء کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ تعلیمی وتربیتی' دینی شرعی' سماجی وسیاسی مقاصد کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ راقم الحروف کی نظر میں یہ سب اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ پر خصوصی فضل وکرم ہے۔ (وکان فضل اللہ علیک عظیما) کہ اکثر ازواج طاہرات نے لمبی عمریں پائیں اور دین کی ترویج واشاعت بالخصوص حلقہ خواتین کی دینی تعلیم وتربیت میں عظیم کردار ادا فرمایا۔

Marfat.com

یہاں اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح کے بارے میں مستشرقین اپنی تحقیق کی عینکوں کے شیشے صاف کر کے، اپنے مادی پیمانوں سے جانچتے ہوئے، مادی فوائد بیان کرنے پر زور دیتے ہیں لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں بھی حضور ﷺ کی عظمت کا اعتراف بے ساختہ، بین السطور، ان کے الفاظ میں ڈھل جاتا ہے۔ منٹگمری واٹ لکھتا ہے:

"The last feature to be noted about Muhammad's marriages is that he used both his own and those of the closest companions to further political ends. This was doubltless a continuation of older Arabian Practice. All Muhammad's own marriages can be seen to have a tendency to promote friendly relations in the political sphere. Khadijah brought him wealth, and the beginning of influence in Meccan politics. In the case of Sawdah, whom he married at Mecca, the Chief aim may have been to provide for the widow of a faithful Muslim, as also in the later marriage with Zaynab bint Khuzaymah; but Sawdah's husband was the brother of a man whom Muhammad perhaps wanted to keep from be becoming an extreme opponent; and Zaynab's husband belonged to the clan of al-Muttalib, for which Muhammad had a special responsibility, while he was also cultivating good relations with her own tribe of Amir bin Sasaah. His first wives at Madina, Aishah and Hafsah, were the daughters of the men on whom he leaned most, Abu Bakr and Umar and Umar also married Muhammad's grand-daughter, Umm Kulthum bint Ali. Umm Salamah was not merely a deserving widow, but a close relative of the leading man of the Meccan clan of Makhzum. Juwayriyah was the daughter of

Marfat.com

Chief of the tribe of Al-Mustaliq, with whom Muhammad had been having special trouble. Zaynab bint Jahsh, besides being Muhammad's cousin, was a confederate of the Meccan clan of Abd Shams, but a social motive may habe outweighed the political one in her case to demonstrate that Muhammad had broken with old taboos. Nevertheless the clan of' Abd Shams' and Abu Sufyan bin Harb in particular, were in his thoughts, for Abu Sufyan had a Muslim daughter, umm Habibah, married to a brother of Zaynab bint Jahsh' and when the husband died in Abyssinia, Muhammad sent a messenger there to arrange a marriage with her. The marriage with Maymunah would similarly help to cement relations with her brother-in-law, Muhammad's uncle, al-Abbas. There may also have been political motives in the unions with the jewesses, Safiyah and Rayhanah." (20)

یہ طویل اقتباس اس لیے پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام ازخود ملاحظہ کرسکیں کہ مستشرقین لاکھ کوشش کر کے یہ دعویٰ کریں کہ چاند میں داغ نظر آتے ہیں لیکن چاند پر نظر ڈالنے والا اس کی خوبصورت، حسین اور نورانی کرنوں کی ستائش اور تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی صورت مہ عرب کی سیرت میں جھلکتی ہے اور ہر سو آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی، دلجوئی اور دلنوازی کے ساتھ ساتھ وہ تپش اور تڑپ نظر آتی ہے کہ دین حق کی تبلیغ واشاعت کو زیادہ سے زیادہ فروغ ہو اور اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات اور احکام کو امت مسلمہ تک بطریق احسن پہنچایا جائے۔

ایک اور مستشرق جان بیگٹ گلب (John Bagot Glubb) آپ ﷺ کی شادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"It is however, worthy of note that all his wives, only Aisha was a Virgin he married her, Zaynab

Marfat.com

bint Jahash was a divorced wife and all the rest were widows, some of them, it would seem not particularly attractive. Moreover, the apostle had married Khadija when he was twenty-five and she was a widow considerably older than he was. He had remained completely faithful to her for twenty-four years until her death. (21)

• حضور ﷺ کے ایک ارشاد گرامی جس پر دوسرے مستشرقین اور معترضین نے تنقید کی ہے (کہ اس دنیا مجھے عورت اور خوشبو پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)۔ تبصرہ کرتے ہوئے گلب لکھتا ہے:

"In connection of his love of women with prayer seems to prove that it never occurred to him that his fondness for female company could be anything but innocent. (22)

گلب نے کھلے لفظوں میں حضور ﷺ کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے اور اس حقیقت کو ثبوت اور تاریخی دستاویز کے طور پر پیش کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عالم شباب میں اپنے سے بڑی عمر کی ایک بیوہ سے نکاح کیا اور اس کی رحلت تک ۲۴ برس کا طویل عرصہ ہے جو انتہائی خوشگوار ازدواجی زندگی میں بسر فرمایا۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ان اقتباسات کو بیان کرنے کے بعد نہایت عمدہ تبصرہ فرمایا ہے:

''مذکورہ بالا گفتگو سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کی ساری شادیاں عظیم انسانی مقاصد کی خاطر عمل میں آئی تھیں اور ان شادیوں سے مستشرقین نے جو نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے وہ بدنیتی پر مبنی ہے۔

عورت جس آدمی کی کمزوری بن جائے وہ گھر میں وہ ماحول قائم نہیں کر سکتا جو حضور ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں قائم کر رکھا تھا۔

Marfat.com

آپ ﷺ کے گھر میں بیک وقت نو (۹) ازواج مطہرات تھیں لیکن ان کی درمیان سوائے چند معمولی شکر رنجیوں کے کبھی کوئی معرکہ آرائی نہیں ہوئی۔ یہ حضور ﷺ کی عظمت کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی تمام زوجات کے حقوق کو بھی پورا کیا اور ساتھ ہی اپنے مشن کو بھی پورا کیا جو آپ ﷺ کو اپنے رب کی طرف سے تفویض ہوا تھا۔ عورتوں کی رغبت ایک لمحے کے لیے بھی آپ ﷺ کو اپنے مشن سے غافل نہ رکھ سکی۔ عورتوں پر مر مٹنے والے مرد خاتون کی ہر جائز وناجائز فرمائش کو پورا کرنے کے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں لیکن حضور ﷺ نے اپنے گھر کے لیے فقر کو پسند فرمایا اور آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات کو فقر کی اسی زندگی پر قانع رہنا پڑا اور جب انہوں نے اپنی اس حالت میں تبدیلی کا ایک جائزہ مطالبہ کیا تو انہیں باذنِ خداوندی دوٹوک الفاظ میں بتا دیا گیا کہ دنیا کی محبت اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ تمہیں اختیار ہے ان میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔ اگر فقر کی زندگی پسند ہے تو خدا کا رسول ﷺ تمہارا ہے اور اگر دولت دنیا سے تمہاری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے تو تمہارا رسول ﷺ کے ساتھ رہنا ممکن نہیں ہے۔ یہ دوٹوک رویہ وہی شخص اپنا سکتا ہے جو اپنے جذبات پر مکمل قابو رکھتا ہو۔ عورت جس شخص کمزوری ہو وہ اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔

زوجاتِ رسول ﷺ کے مسئلے کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لینے والا شخص اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ آپ ﷺ کی شادیاں بھی آپ ﷺ کی شان رحمۃ للعالمینی کا ایک مظہر تھیں لیکن دل کے مریضوں کو ان شادیوں میں کئی تاریک پہلو نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تاریکیاں ان کے اپنے دلوں کی سیاہی کا عکس ہیں اور خدا کا حبیب ﷺ ہر اس چیز سے پاک جو اس کی خداداد عظمتوں اور رفعتوں کے منافی ہو۔" (۲۳)

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ ضیاء النبی، ۷/۵۰۵
۲۔ سیر الصحابیات، ۵۵
۳۔ ضیاء النبی، ۷/۵۰۶
۴۔ سیر الصحابیات، ۵۶۔۵۷
۵۔ ضیاء النبی، ۷/۵۰۸
۶۔ سیر الصحابیات، ۷۱۔۷۲
۷۔ الاحزاب/۳۷
۸۔ ضیاء النبی، ۷/۵۲۸
۹۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرافٹ اینڈ سٹیٹ مین، ۱۵۸، بحوالہ ضیاء النبی، ۷/۵۳۸
۱۰۔ سیر الصحابیات، ۷۹۔۸۰
۱۱۔ ایضاً، ۸۰۔۸۱
۱۲۔ ضیاء النبی، ۷/۵۱۲۔۵۱۳
۱۳۔ سیر الصحابیات، ۸۳
۱۴۔ ضیاء النبی، ۷/۵۱۰
۱۵۔ سیر الصحابیات، ۸۳
۱۶۔ ضیاء النبی، ۷/۵۱۶
۱۷۔ ایضاً، ۷/۵۱۶۔۵۱۷
۱۸۔ سیر الصحابیات، ۹۱
۱۹۔ ضیاء النبی، ۷/۵۱۵۔۵۱۶
۲۰۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایٹ مدینہ، ۲۸۸۔۲۸۷، بحولہ ضیاء النبی، ۷/۵۳۹۔۵۴۰
۲۱۔ دی لائف ٹائمنز آف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲۳۷ بحوالہ ضیاء النبی، ۷/۵۴۳
۲۲۔ ایضاً
۲۳۔ ضیاء النبی، ۷/۵۴۴

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت مثالی شوہر

عمدہ کاغذ' صفحات 166
اعلیٰ طباعت
مضبوط کلر بائینڈنگ
قیمت 100 روپے

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی دنیائے علم وادب سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بہاولپور یونیورسٹی میں بھی شعبہ علوم اسلامیہ کے چیئرمین رہے علوم اسلامیہ کے متلاشیاں کے لیے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق آپ نے مختلف عنوانات سے اپنی تحقیقات پیش کیں۔ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت مثالی شوہر'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کتاب مذکورہ میں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن سلوک اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے مقام کو واضح کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کی تبلیغی' دینی وعلمی خدمات کو اُجاگر کیا ہے۔ علاوہ ازیں سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں آپ نے ایک مقالہ ''تعدد ازواج'' کے متعلق تحریر کیا ہے جس میں سابقہ امم کے حوالے سے بھی تعدد ازواج کو ثابت کیا ہے۔ بائبل سے بھی تعدد ازواج کی مثالیں پیش کی ہیں۔ نکاح کی اہمیت اور اس کے فلسفہ کے متعلق بھی پُر مغز بحث شامل ہے اور آخر میں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدد ازواج کے مصالح'' کے عنوان سے اپنی تحقیق پیش کی ہے جس میں مستشرقین کے اعتراف کو شامل تحریر کر کے اپنی تحقیق کو مزید جاندار بنادیا ہے۔

علوم اسلامیہ کے طلباء اور دیگر تحقیق کرنے والوں کے لیے کتاب ایک بہترین ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شیخ زاید اسلامک سنٹر نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ ایسی تحقیقات کی اشاعت جامعہ پنجاب لاہور کا طرہ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کو مزید خدمت دین متین کی توفیق بخشے۔ (آمین)

ملنے کے پتے: **صدیقی پبلی کیشنز**

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی' لاہور
042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام' کاشانہ شیر ربانی' 5- اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ
نزد دربار داتا گنج بخش' لاہور 042-7313356

Marfat.com

میرے مخدوم: فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

عمدہ کاغذ' صفحات 256 اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائینڈنگ قیمت 120 روپے

آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف سے تعلق رکھنے والے مریدین ومتوسلین میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے نام سے واقف نہ ہو۔ آپ آستانہ عالیہ شیر ربانی کے ان مخلصین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو آستانہ کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی بھی آپ سے بہت زیادہ محبت وشفقت فرماتے ہیں۔

کتاب "میرے مخدوم" میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی کی زندگی کے کچھ پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت فخر المشائخ کے ساتھ اپنا تعلق اور آں قبلہ کی محبتوں اور شفقتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت فخر المشائخ قبلہ میاں صاحب کی افکار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ میں خدمات' مسلک مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع اور اس کو توڑ موڑ کر پیش کرنے والوں کا محاسبہ' مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنسیں اور یوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اہتمام کے بارے میں کاوشوں کو حیطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت قبلہ فخر المشائخ میاں صاحب کی وساطت سے جن علمائے کرام اور مشائخ عظام کی خدمت میں حاضری اور زیارت واستفادہ علم وعرفان کا موقع ملا' کا تذکرہ مختصراً کیا گیا ہے۔ ملاقات کے جو احوال ڈاکٹر صدیقی صاحب نے لکھے ہیں ان سے بخوبی اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح حضرت قبلہ میاں صاحب اپنے مریدین اور طالبانِ علم وادب کو علماء کے ساتھ علمی مجلسوں اور بحث ومباحثہ کے ذریعے تعلیم وتربیت کا موقع دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ میاں جمیل صاحب اور شرقپوری نقشبندی مجددی کی دینی' ملی' مذہبی' سیاسی' روحانی' تبلیغی (تقریری' تحریری) اور عوامی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد امجاد (صاحبزادہ میاں خلیل احمد نقشبندی مجددی' صاحبزادہ میاں سعید احمد نقشبندی مجددی' صاحبزادہ میاں جلیل نقشبندی مجددی اور صاحبزادہ میاں غلام نقشبند نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کا تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت قبلہ فخر المشائخ کی بیاض خاص سے آپ کے پسندیدہ اشعار جو کہ پند ونصائح' حمد ونعت' اخلاقیات اور مناجات وغیرہ پر مشتمل ہیں شامل اشاعت ہیں جبکہ آخر میں شجرہ طیبہ منثورہ ومنظومہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی شرقپور شریف کو شامل اشاعت کیا گیا۔

غرضیکہ کتاب لاجواب آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کے متعلق تحقیق کرنے والوں کے لیے بے حد معاون اور ایک تحقیقی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118-روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی' لاہور
042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام' کاشانہ شیر ربانی' 5-اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ
نزد دربار داتا گنج بخش' لاہور 042-7313356

Marfat.com

تجلیات رسالت ﷺ

عمدہ کاغذ' صفحات 250 اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائنڈنگ قیمت 120 روپے

مشہور مفکر' عالم دین' ماہر تعلیم' خطیب جادواں' پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی مایہ ناز اچھوتی تالیف جس میں ہادیٔ اعظم' محسن کائنات' رہبر شریعت' مرشد اعظم' رحمۃ للعالمین نبی آخر الزمان محمد مصطفےٰ ﷺ کی حیات طیبہ کے روشن پہلوؤں کو عالمانہ وفاضلانہ انداز میں موضوع بحث بنایا ہے۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب دیتے ہوئے نبی محترم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے محاسن کو بیان کیا ہے۔ تجلیات رسالت ﷺ' خلق محمدی ﷺ' معلم اخلاق کی سخاوت' رسول عربی ﷺ کی شجاعت' ہادی کامل ﷺ' مصلح اعظم ﷺ' پیغام رسالت ﷺ' سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اہمیت تعلیم' پیغمبر انقلاب اور تعمیر شخصیت' تربیت نفس کا نبوی طریق' حضور اکرم ﷺ بحیثیت سیاسی مفکر' غربت وافلاس کا نبوی حل' آجر واجیر اخلاقیات نبوی ﷺ کی روشنی میں اور دوسرے موضوعات پر تبحر علمی اور روشن قلبی کے ساتھ رشحات قلم کے موتی بکھیرے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں اخلاص کا رنگ نمایاں ہے اور جن موضوعات کو زیر بحث بنایا ہے وہ تمام کے تمام ہماری روز مرہ زندگی کے مسائل ومعاملات سے تعلق رکھتے ہیں اور معاشرے میں افراتفری وانتشار کے اس نفسانفسی کے دور میں نبی ﷺ کی حیات طیبہ کے ان پہلوؤں کی رہنمائی ہمیں بے یقینی وبے چینی کے اضطرابی کیفیت سے نکال کر اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کرتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے تاکہ ہم اپنی زندگی قرآن سنت کے حکامات کے مطابق گزار سکیں۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

-1 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی' لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

-2 دفتر ماہنامہ نور اسلام' کاشانہ شیر ربانی' 5- اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ نزد دربار داتا گنج بخش'' لاہور 042-7313356

Marfat.com

مقالات صدیقی

عمدہ کاغذ، صفحات 384 — اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائنڈنگ — قیمت 195 روپے

محترم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی مایہ ناز تالیف جس میں اسلامی تعلیمات کے اچھوتے پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور فرزندان توحید کے لئے عملی زندگی میں بہترین رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ سیرت، تعمیر فکر، فقہ اور اسلامی شخصیات کے نادر مقالات کا مجموعہ ''مقالات صدیقی'' کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر دستیاب ہے۔ کتاب کی اشاعت میں عمدہ سفید کاغذ استعمال کیا گیا ہے اور پرنٹنگ کے محاسن پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ کمپوٹر کمپوزنگ لا جواب ہے۔ چار کلر خوبصورت ٹائٹل آرٹ پیپر پر تیار کیا گیا ہے۔ مضبوط بائنڈنگ نے کتاب کی محفوظیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود کتاب کی قیمت انتہائی کم رکھی گئی ہے۔ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا قاری آسانی کے ساتھ خرید سکتا ہے۔

عظمت مصطفے ﷺ پر یہود و نصاریٰ کا بیہودہ اعتراض کیوں، رسول اکرم ﷺ کی روحانی زندگی، مثالی پیغمبر ﷺ، ورفعنا لک ذکرک، سیدنا صدیق اکبرؓ اور عشق رسول ﷺ، حضور ﷺ بحیثیت متمم اخلاق، اسلام کا نظام اخلاق، خودی قرآن حکیم کی روشنی میں، موجودہ دور میں مصطفوی انقلاب کیسے ممکن ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام میں عورت کی معاشرتی حیثیت، فقہ حنفی کا اجمالی تعارف، حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اجتہاد کا طریق کار، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ اور حافظ

Marfat.com

علامہ ابن کثیرؒ جیسے عنوانات پر پُر مغز، مبنی بر دانش وحکمت اور اصلاحی وفلاحی نقطہ نظر کے تحت بے مثال نصیحت آموز پندو نصائح کے موتی مقالات صدیقی کی لڑی میں پرو دیئے ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ دنیا وآخرت میں اس کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دیں۔ کسی کو تحفہ میں بھی یہ کتاب پیش کریں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک کوئی پڑھتا رہے گا یا دوسروں کو پڑھ کر نصیحت کرتا رہے گا تو خریدنے والے، ہبہ کرنے والے، پڑھنے والے تمام حضرات کو ثواب ملتا رہے گا۔

یہ کتاب بہت سی لایعنی، طویل بحثوں اور ضخیم کتب کے مطالعہ سے بے نیاز کو دیتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں Original Sources کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی تمام تحقیق کی گئی ہے۔ اسی بناء پر اس کتاب کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ نفع مند ہوگا۔ یہ کتاب سکولوں، کالجوں کی لائبریریوں کے لئے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب سے منظور شدہ ہے۔ تعلیمی اداروں کی لائبریریوں اور تاجر حضرات کے لئے خصوصی رعایت درج ذیل پتہ سے خریدیں یا پھر خط لکھ کر بذریعہ V.P طلب فرمائیں۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی' لاہور
042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام' کاشانہ شیر ربانی' 5-اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ نزد دربار داتا گنج بخش'' لاہور 042-7313356

Marfat.com

شخصیات‘ عبادات‘ معاملات

عمدہ کاغذ‘ صفحات 208 اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائینڈنگ قیمت 110 روپے

تحریر وتقریر اور علم وادب کے میدان میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ مایہ ناز ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ تصوف اور دینی ادب کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ بہت سی ادبی کتب آپ نے لکھیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو کر متلاشیان علم وادب کی پیاس بجھانے کا سبب بنیں۔

''شخصیات، عبادات، معاملات'' بھی آپ کے بہترین مقالہ جات کا مجموعہ ہے جس میں جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ تین حصے ہیں۔ ایک حصہ شخصیات کے متعلق جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، نبی رحمت ﷺ کی شانِ رحمت اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مقالہ جات بہترین معلومات کا مرقع ہیں۔

عبادات میں پہلے قرآنی موضوعات ہیں پھر ارکان اسلام میں سے نماز، زکوٰۃ اور روزہ کے متعلق سیر حاصل گفتگو پر مبنی مضامین ہیں جبکہ تیسرا حصہ جو کہ معاملات پر مشتمل ہے اس میں حضور ﷺ کا فیضان تربیت، اسلام کا نظام اخلاق، اسلام کے سیاسی نظام میں شوریٰ کی اہمیت، ترقی پسندی اسلام کی نظر میں، مسلمانوں کا فن تعمیر جیسے نادر ونایاب مقالہ جات شامل ہیں غرضیکہ یہ کتاب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی علمی وادبی عرق ریزی کا نتیجہ ہے جو کہ متلاشیانِ علم، مفکرین اسلام، زعمادین وملت، خطباو مدرسین اور دیگر محققین کے لیے بہترین مرقع ہے۔

ملنے کے پتے: **صدیقی پبلی کیشنز**

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی‘ لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام‘ کاشانہ شیر ربانی‘ 5- اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ نزد دربار داتا گنج بخش‘ لاہور 042-7313356

Marfat.com

خطباتِ جمعہ

عمدہ کاغذ، صفحات 208 اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائنڈنگ قیمت 95 روپے

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے!

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذرو البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون O

جس طرح انبیائے کرام میں نبی محترم ﷺ کو، الہامی کتب میں قرآن حکیم کو، ستاروں میں چاند کو، عبادتگاہان عالم میں خانہ کعبہ کو، حسن عالم میں حضرت یوسفؑ کو، ملائکہ میں جبرائیلؑ کو فضیلت حاصل ہے اسی طرح جمعہ کے دن کو تمام ایام میں اور نماز جمعہ کو تمام نمازوں میں فضیلت وبرتری حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نماز جمعہ کی تاکید وتلقین کی ہے اور خطبہ جمعہ کو سننا باعث برکت وثواب قرار دیا گیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب ایک عرصہ تک لاہور کی مساجد میں بغیر کسی معاوضے کے دینی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ فرزندان توحید کی شریعت وطریقت میں راہنمائی قرآن وسنت کے مطابق فرماتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ان خطبات میں سے تئیس (33) عنوانات کا انتخاب کر کے علماء وخطباء اور عوام الناس کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے علماء وخطباء ان خطبات سے خاطر خواہ استفادہ کر کے عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کر سکتے ہیں جبکہ طلباء اور عوام خود پڑھ کر بھی روزمرہ کے معاملات اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے شب وروز احکام خداوندی کے مطابق گزار سکتے ہیں۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی، لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5-اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخشؒ لاہور 042-7313356

Marfat.com

تجلیات ہجویر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش کی ذات گرامی برصغیر پاک وہند کے اولیائے کرام کے تذکرے میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے بت کدہ ہند میں توحید کی شمع فروزاں کر کے لاکھوں انسانوں کو ہدایت وراہنمائی کے پرچم تلے جمع کیا۔ تمام زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق گزرتے ہوئے لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کیا۔ **کشف المحجوب** کے ذریعے تصوف کے اسرار و رموز کو عوام الناس کے سامنے بے نقاب کیا۔ آپ کا مزار مبارک مرجع خواص وعام ہے حکمرانوں سے لے کر غریب عوام تک آپ کے آستانے پر حاضری دے کر دلی مرادیں رضائے الٰہی سے حاصل کرتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے جہاں دین ومعاشرت اور تہذیب وثقافت پر اسلامی اخلاقیات کے نکھرے تصور کے حوالے سے علمی خدمات انجام دی ہیں وہاں ''تجلیات ہجویر'' کے نام سے ان کی تالیف قابل صد تحسین ہے۔ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کی طرف سے داتا گنج بخشؒ کے منعقد ہونے والے عرسوں کی تقریبات پر خصوصی نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے تعلیمات ہجویرؒ کو بہترین انداز میں زائرین کرام کے سامنے پیش کیا۔ سات عنوانات پر مشتمل اعلیٰ کاغذ، کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے محاسن کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کر کے پیش کیا گیا ہے جن کا مطالعہ عوام الناس کے لئے بہت مفید ہے۔ 56 صفحات پر مشتمل اس تالیف کی قیمت 22 روپے ہے جو تاجرانہ رعایت کے ساتھ سب کے لئے حاضر ہے۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی، لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5-اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ نزد دربار داتا گنج بخشؒ لاہور 042-7313356

Marfat.com

صدیقی پبلی کیشنز کے اغراض ومقاصد

ادارہ صدیقی پبلی کیشنز خالصتاً اسلامی علوم کی ترویج واشاعت کے مقاصد کے حصول کے تحت 1992 میں قائم کیا گیا۔ 1994 میں دینی محققانہ مباحث کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوئی۔ نامساعد حالات اور ناکافی وسائل کے باوجود ذاتی سعی وکاوشوں کی بدولت مشہور عالم دین اور ماہر تعلیم محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی تحقیق ومعلوماتی تصنیفات وتالیفات کی اشاعت جاری ہے۔

مارکیٹ میں موجود Competition کو مدنظر رکھتے ہوئے حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ ادارے کی جانب سے شائع کردہ کتب میں کمپوزنگ، پرنٹنگ، بائنڈنگ، ڈیزائننگ اور عمدہ کاغذ کی تمام خصوصیات موجود ہوں۔ ادارے کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی ہے کہ کتب کی قیمتیں اتنی مناسب حد تک رکھی جائیں کہ عام متوسط قاری آسانی سے خرید سکے۔ ادارے کے پیش نظر کاروباری منافع مقصود نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور عوام الناس تک ان کی بآسانی رسائی کا ممکن ہونا بنیادی نصب العین ہے۔

زیادہ سے زیادہ کتب خرید کر اور دوست واحباب میں ادارے کی مطبوعات کو متعارف کروا کر ادارے کے تبلیغی مقاصد پورے کرنے میں حتی الامکان تعاون فرمائیں، شکریہ۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چونگی' لاہور
042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام' کاشانہ شیر ربانی '5- اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ
نزد دربار داتا گنج بخش" لاہور 042-7313356

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی مایہ ناز کتب

صدیقی پبلی کیشنز

118۔ روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال، نزد ملتان چونگی، لاہور

042-8450161- 0333-4357440

دفتر ماہنامہ نورِ اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5-اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش، لاہور 042-7313356

Marfat.com